

امام زمانہ
کے متعلق اہم شجاعت کے جوہرات

مؤلف: فدرا حسین حلیمی

سنہ: 1434

مومنین کے لئے خوشخبری

Whatsapp پر دینی معلومات جیسے کہ عقائد، اخلاقیات،

درس قرآن

فقہی مسائل، "خواتین کے مخصوص مسائل"

وظیفے، میمبرز کے فقہی سوالات، جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنینؑ از نہج البلاغہ، احادیث معصومینؑ

ہر مناسبت کے حوالہ سے اعمال

دعائیں اور دیگر دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے قرآن و

عترت کے گروپ کو جوائن کریں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے گروپ میں شامل ہونے کے لئے ان

میں سے کسی ایک  پر کلک کریں۔

تمام گروپ میں مشترکہ نشریات بھیجی جاتی ہیں اسلئے ایک سے زائد
گروپ میں شامل نہ ہوں تاکہ دوسری بھی شامل ہو کر استفادہ کر
سکیں۔



قرآن و عترت اکیڈمی کے دینی ویڈیوز Youtube پر دیکھنے کے لئے

ہمارے Youtube channel کو Subscribe کریں



اسلامی گرافکس کے لئے Instagram پر Follow کریں



Instagram

اور ہماری Facebook Page کو Like کریں



بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

جیسا کہ کہا جاتا ہے (فإنَّ السَّوَالِ مِفْتَاحُ لِأَبْوَابِ الْكَمَالَاتِ وَ شِفَاءٌ لِأَسْقَامِ الْجَهَالَاتِ⁽¹⁾) سوال ترقی کی کنجی اور جہالت کی بیماریوں کے لیے شفا ہے چونکہ انسان فطری طور پر ایک ایسا موجود ہے کہ جسکی سرشت میں جستجو اور پوچھ گچھ رکھی گئی ہے اور اسی راہ سے ہی جھل و نادانی کے پردے انسان کے آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں اور علم و معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں؛ اور کمال کی منازل طے کر جاتے ہیں۔ دنیا میں بہت سارے علوم اور اہم نظریات ایک چھوٹے سوال سے شروع ہوئے ہیں اور آہستہ آہستہ یہی ایک چھوٹا سا سوال رشد کرتا ہوا ایک مکمل علم اور نظریہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

اور چونکہ مہدویت اور مصلح اعظم؛ منجی عالم بشریت جو کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا میں عدل و انصاف قائم کرائے گا اور ہر قسم کے ظلم و ستم اور بربریت کا خاتمہ کرائے گا یہ ایک ایسا عالمی طرز فکر اور نظریہ ہے جس پر دنیا کے الھی ادیان والے اربوں افراد بھرپور عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر غیر دینی اور فلسفی مکاتب فکر بھی اس نظریہ کا قائل ہیں علاوہ براین یہ ایک ایسا نظریہ ہے جسکا انسان کے حال اور مستقبل کے ساتھ مکمل مرتبط ہے اسیلئے علماء اسلام نے حضرت حجت کی ولادت سے پہلے ہی اس موضوع پر اہل بیت اطہار کی فرمائشات پر مشتمل جامع تالیفات تحریر کی ہیں یوں تو تاریخ اسلام میں آپکی شخصیت کے اُپر سب سے زیادہ مضامین تالیفات اور تحقیقات لکھے گئیں ہیں کہ جنکی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔

(1) :- شرح الکافی - الاصول والروضۃ (للمولیٰ صالح المازندرانی) ج 12 ص: 6

اسکے باوجود اگرچہ خاندان نبوت کا ہر فرد مظلوم ہیں کسی کو زہر اجفا سے تو کسی کو نوک نیرہ سے شہید کر دیا گیا لیکن امام زمانہ ان سب سے زیادہ مظلوم اور غریب ہیں چونکہ آپ زندہ ہیں اور لوگوں کے درمیان زندگی کرتے ہیں لیکن لوگ آپ کو پہچانتے نہیں اساری دنیا آپ کی برکت سے آباد ہے لیکن انکے ساتھ غیروں جیسا سلوک رکھتا ہے جن وانس انکی طفیل سے رزق کھاتے ہیں لیکن انکے مقام و منزلت کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

اس حالت ایک مؤمن کے لیے اس طرح نالہ و فغان کرنا چاہے: یا بن فاطمہ الکبریٰ بانی انت و امی لک الوقاء والحمی: اے فاطمہ کبریٰ کا فرزند مہدی آپ پر قربان ہو میرے ماں باپ اور میری جان آپ کے لیے فدا ہے: عزیز علیؑ ان ابلیک و یخذ لک الوری: مجھ پر گراں ہے کہ میں آپ کیلئے روؤں اور لوگ آپ کو چھوڑے رہیں۔ عزیز علیؑ ان یجری علیک دو نخم ماجری فھل من معین فاطیل مع العویل والبکاء هل من جزوع فاساعد جزعه اذا خلا گراں ہے مجھ پر کہ لوگوں کی طرف سے آپ پر گزرے جو گزرے کیا کوئی یا تھی ہے جسکے ساتھ مل کر آپ کے لیے گریہ و زاری کروں کیا کوئی بے تاب ہے کہ تنہائی میں اسکے ہمراہ نالہ و فریاد کروں۔

خلاصہ یہ کہ ایک طرف امام مہدی عجل للہ فرحہ الشریف حتی کہ اپنے چاہنے والے دوستوں کے محفلوں میں بھی بے کس و تنہا ہیں؛ دن رات گزر جاتی ہے لیکن یک لمحے کے لیے انکو یاد کرنے کی زحمت نہیں کرتا زندگی ختم ہوتی ہے لیکن انکی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا جبکہ وہ دن رات ہمارے ساتھ ہیں اور ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی فراموش نہیں کرتے اور ہمیں ہر گٹھن مراحل میں اکیلا نہیں چھوڑتے: انا غیر مملین لمرعاتکم ولانا سین لذ کر کم (1): ہم نے تمہارے بارے کبھی کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی تمہیں ایک لمحے کے لیے اکیلا چھوڑے

تو دوسری جانب استعماری طاقتیں اور دشمن انسانیت اپنی نام و نہاد اور انسانی اقدار سے متصادم تہذیب و ثقافت کو بچانے اور لوگوں کی ذہنوں کو نظریہ مہدویت اور حضرت امام زمانہ ارواحنا لہ الفداء کی ارمانی عدل جہانی حکومت سے دور رکھنے کے خام خیال کے تحت شب و روز بڑے پیمانے پر شبہ افکنی میں مصروف ہیں۔

تو اس گریہ کنان حالت کو سامنے رکھتے ہوئے اس چھٹی سی کتابچے میں حتی الامکان مستدل انداز میں حضرت مہدی کے متعلق اہم ترین شبہات اور سوالات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے امید ہے مولیٰ کے صدقے میں یہ ناچیز کاوش نسل جدید کے لیے مفید ثابت ہو جائے اور پروردگار عالم اس بندہ عاصی کو عفو درگزر فرمائے۔

آمین !

مہدویت اور امام مہدی

سوال نمبر 1: مہدویت کیا ہے اور کہاں سے شروع ہوئی ہے؟

جواب: مہدویت سے مراد مصلح اعظم؛ منجی عالم بشریت؛ سلالہ پاک ختم نبوت (ص)؛ فرزند صدیقہ کبری؛ قائم آل محمد حضرت مہدی موعود کا آخری زمانہ میں حتمی طور پر ظہور کرنے اور تمام بشریت کو ظلم و جور سے نجات دلا کر پورے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینے پر عقیدہ رکھنا اور انکے ظہور کی انتظار میں زندگی بسر کرنا ہے۔ اور یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسکے تمام اسلامی فکری اور فقہی مذاہب پابند ہیں اور قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی روشنی میں مہدویت پر عقیدہ رکھنے کو ضروریات اسلام میں سے سمجھا جاتا ہے اور اس عقیدے کے انکار کرنے والے کو منکر اسلام اور کافر جاننا جاتا ہے۔

اسی طرح مہدویت پر عقیدہ اسلام اور آسمانی ادیان کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ جس طرح بعض مشہور غربی مفکرین اور فلاسفر جیسے برٹریینڈ راسل؛ اینسٹائن؛ برنارڈ شو؛ ولیم لوکار یسون؛ کانت اور دیگر افراد کے کہنے کی مطابق حتیٰ کہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی آخری زمانہ میں ایک مصلح اعظم قیام کر کے عالم بشریت کو نجات دلانے اور زمین پر عدل و انصاف پھیلا کر تمام انسانوں کے لیے ایک سعادت مند زندگی کا زمینہ فراہم کرنے پر عقیدہ رکھتے ہیں⁽¹⁾

لیکن دین مبین اسلام نے اس آفاقی اور فطری نظریے کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی اہمیت؛ ضرورت اور حتمی طور پر تحقق پانے پر زور دیا ہے اور اس عقیدے کی تفصیلات اور جزئیات تک بتا دی ہے۔ لہذا یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس عقیدے کا اصل منشاء انسانی فطرت ہے چنانچہ تمام امتوں نے اس عقیدے کو اپنے زندگی میں تجربہ کیا ہے۔

(1) :- اسد اللہ ہاشمی: ظہور مہدی از نگاہ اسلام و مذاہب و ملل جہان: ص 413-415؛ چھاپ اول؛ ناشر؛ مسجد جمکران؛ 1380ھ

سوال نمبر 2: عقیدہ مہدویت اور امام مہدی کے درمیان کیا رابطہ ہے؟

جواب: پہلے بھی اشارہ ہوا کہ کوئی بھی اسلامی مذاہب امام مہدی کے وجود کی ضرورت کو انکار نہیں کرتا لیکن مکتب اہلبیت کے ماننے والے اور دوسرے اسلامی فرقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اہل سنت برادران کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مہدی نامی شخص نسل پیغمبر اکرم (ص) اور فاطمہ زہرا کی اولاد میں پیدا ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی لیکن وہ شخص کون ہوگا اب تک نہیں معلوم۔ جسے عام اصطلاح میں مہدویت نوعی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لیکن مکتب اہل بیت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی ایک معین شخص کا نام ہے جو پیدا ہو چکے ہیں اور پیغمبر اکرم (ص) کے ارشاد کے مطابق وہ شخص فرزند حضرت حسن العسکری ابن ہادی النقی ابن تقی الجواد ابن علی الرضا ابن موسیٰ اکاظم ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب فرزند فاطمہ زہرا بنت محمد (ص) بن عبد اللہ ہے اور اب تک پردہ غیبت میں زندہ ہیں۔ جسے عام اصطلاح میں مہدویت شخصی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لہذا آخری زمانہ میں امام مہدی منتظر قائم آل محمد کے ظہور کا حتمی اور ناقابل تغیر ہونا تمام مسلمانوں کا مشترکہ عقیدہ اور ضروریات اسلام میں شمار ہوتا ہے لیکن شیعون اور دیگر مذاہب کے درمیان اختلاف صرف مصداق کے معین ہونے میں ہے۔

سوال نمبر 3: کیا اہل سنت علماء امام مہدی کے متعلق احادیث کے صحیح اور متواتر ہونے کا قائل

ہیں؟

جواب: جی ہاں ہر دور میں بڑے بڑے علماء؛ محدثین اور حفاظ نے امام مہدی کے متعلق احادیث کی صحیح اور متواتر ہونے کا اعتراف کیا ہے ہم چند اہم شخصیات کو ان کے بیانات کے ہمراہ یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔

1: امام الحافظ ابوالحسن الآبری السنجرى متوفى 363 هجرى اپنى كتاب مناقب شافعى میں لکھتے ہیں: قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة روايتها عن المصطفى (ص) بخروجه وانه من اهل بيته وانه يملأ الارض عدلاً⁽¹⁾ امام مہدی سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرت عام کے درجہ پر پہنچ گئی ہیں کہ وہ اہل بیت رسول (ص) سے ہونگے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے⁽²⁾

2: ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب فتح البارئیں لکھتے ہیں: روایتی درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ امام مہدیاسامت سے ہیں اور حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں گے اور انکے پیچھے نماز پڑیں گے⁽³⁾

3: شیخ ناصر الدین البانی اس بارے میں کہتا ہے: انّ عقيدة خروج المهدي ثابتة متواترة عنه يجب الايمان بها⁽⁴⁾

(1) :- ابن حجر، بیہمی: الصواعق المحرقة: ج 2؛ ص 480

(2) :- حافظ آبرى کے اس قول کو ابن قیم نے؛ المنار المنيف اور سفارینى نے؛ لوائح الانوار البهية اور مراعى بن يوسف للكرى کی کتاب فؤد الفکر کے حوالے سے اور ابن حجر ہشتمی مکى نے؛ الصواعق المحرقة ج 2 ص 480 میں نقل کیا ہے۔

(3) :- ابن حجر عسقلانی: فتح الباری؛ ج 7؛ ص 169

(4) :- مجلہ التمدن الاسلامی؛ شماره نمبر 22؛ ص 643؛ چھاپ دمشق۔

4: شیخ محمد البرنجی المدنی متوفی 1103 ہجری اپنی کتاب؛ الاشرط الساعۃ میں لکھتے ہیں: محقق طور پر معلوم ہے کہ مہدی سے متعلق احادیث کہ آخری زمانہ میں انکا ظہور اور وہ آنحضرتؐ کی نسل اور فاطمہ زہراءؑ کی اولاد میں سے ہونگے تو اتر معنوی کی حدک پہنچی ہوئی ہے لہذا انکے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد ہیں ہے⁽¹⁾

امام مہدی کے ظہور پر عقیدہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو حضور (ص) سے متواتر احادیث کے ذریعے سے ثابت ہے جس پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

5: محمد نواب صدیق خان قونجی ہندی اپنی کتاب؛ الازاعۃ میں لکھتے ہیں: امام مہدی کے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں⁽²⁾ پھر اسی کتاب کے کسی اور صفحے میں لکھتے ہیں: اس بات میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں امام مہدی ظہور کریں گے کیونکہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں اور سلف سے خلف تک جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے⁽³⁾

6: اسی طرح مسلک دیوبند کے مستند عالم شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی نے جو کتابچہ عربی میں امام مہدی کے متعلق صحیح احادیث کی جمع آوری کی ہے اس میں فرماتے ہیں: ان احادیث کو جمع کرنے کا ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکہ نہ کھا جائیں جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد و مستند ہیں؛ لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے⁽⁴⁾

(1) :- محمد البرنجی المدنی؛ الاشرط الساعۃ؛ ص 112۔

(2) :- محمد نواب صدیق خان قونجی ہندی؛ الازاعۃ لماکان ویکون بین یدی الساعۃ؛ ص 53۔

(3) :- محمد نواب صدیق خان قونجی ہندی؛ الازاعۃ لماکان ویکون بین یدی الساعۃ؛ ص 126۔

(4) :- سید افتخار حسین نقوی؛ عصر ظہور کار و ترجمہ؛ ص 25-31 ناشر؛ ادارہ منہاج الصالحین؛ چھاپ اول 2002۔

7: وہابی مسلک کے اہم دینی مرکز؛ رابطة العالم الاسلامی ؛ نے اہل کینیا کے رہنے والے کسی سائل کے جواب میں جو بیانیہ دیا ہے وہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں: و هو آخر الخلفاء الراشدين الاثنی عشر الذین اخبر عنهم النبی (ص) فی الصحاح ؛ واحادیث المهدی وارده عن الكثير من الصحابه یرفعونها الی رسول الله (ص) وقد نصّ علی أنّ احادیث المهدی انھا متواترة جمع من الاعلام قديماً وحديثاً ونصّ الحفاظ والمحدثون علی أنّ احادیث فیها الصحیح والحسن ومجموعها متواتر مقطوع بتواتره وصحته ؛ وانّ الاعتقاد بخروج المهدی واجب وانه من عقائد اهل السنه والجماعه ولا ینکرها الاّ جا هل بالسنه ؛ والمبدع فی العقیده (1) امام مہدی ان 12 خلفاء راشدين میں سے آخری ہیں جنکے بارے میں نبی اکرم (ص) نے خبر دی ہے جس طرح کتب صحاح میں آیا ہے؛ اور امام مہدی سے متعلق احادیث کو 20 سے اوپر اکابر صحابہ اور دیگر اصحاب رسول نے رسول اللہ (ص) سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح سلف اور خلف کے بعض بڑے بڑے بزرگوں نے اپنے تالیفات میں ان احادیث کے متواتر ہونے کا اقرار کیا ہے۔۔۔

اسی طرح علم حدیث کے ماہرین؛ حفاظ؛ محدثین امام مہدی سے متعلق احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں اگرچہ بعض احادیث ضعیف اور بعض دیگر حسن ہیں لیکن مجموعی طور پر درجہ تواتر تک پہنچی ہیں انکے صحیح اور متواتر ہونے میں کو شک نہیں ہے۔ اور امام مہدی کا ظہور پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور یہ اہل سنت جماعت کی عقائدی مسائل میں شامل ہے جسکا کوئی انکار نہیں کرتا سوائے سنت رسول (ص) سے جاہل اور عقیدے میں بدعت گزار شخص کے۔

پس معلوم ہوتا ہے اہل سنت کے بڑے بڑے علماء اور محدثین نہ صرف ان احادیث کے متواتر ہونے کا قائل ہیں بلکہ پوری امت اسلامیہ کے اس عقیدہ پر متفق ہونے کو کہا ہے۔

(1)۔۔ گنجی شافعی: البیان: چھاپ پنجم؛ ناشر؛ موسسہ نشر اسلامی قم 1415ھ ق اس کتاب کے آخر میں اس فتوے کو مکمل طور پر نقل کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 4: کیا مہدویت پر اسلام کے علاوہ دوسرے دینی اور مادی ادیان اور مکاتب فکر بھی عقیدہ رکھتے ہیں کیا دلیل ہے؟

جواب: علمی تحقیقات کے مطابق یہ بات ماننا پڑتا ہے مہدویت اور آخری زمانہ میں منجی اور مصلح اعظم کے ظہور کرنے کا انتظار اور موجودہ حالت سے عالم بشریت کو نجات دلانا اسلام اور آسمانی مکاتب فکر کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ غیر آسمانی اور مادی و فلسفی مکاتب فکر بھی اس نظریہ پر عقیدہ رکھتے ہیں لیکن ہم انہی؟ ان دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا گروہ: ان مکاتب فکر کا ہے جو حقیقت میں فلسفی اور مادی تو جہات کے حامل ہیں اور انہیں علمی اصطلاح میں غیر دینی اور مادی مکاتب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ راسل کہتا ہے: آخری زمانے میں منجی کا انتظار اور اس کا آخری زمانہ میں ظہور کرنا عالم بشریت کو نجات دینا یہ آسمانی ادیان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی تمام عالم بشریت کو نجات دلانے والے اور عدل و انصاف پھلانے والے کے ظہور کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے ہیں:

1: ہندو اور مہدویت پر عقیدہ

1: ہندو کی مقدس کتاب اونیشاد:

ہندو مذہب کی مقدس کتاب اونیشاد میں آیا ہے: یہ ویشینو (مظہر دھم) کا مظہر عصر آہنی میں سفید گوڑے پر سوار ہو کر ننگے شمشیر ہاتھ میں لیے ظہور کریں گے اور تمام ظالموں کو ہلاک کریں گے اور خلقت پھر سے دوبارہ اپنی اصلی حالت میں پلٹادیں گے اور وہ زمانہ دنیا کا آخری زمانہ ہوگا⁽¹⁾

(1)۔۔ محمد داداشکوہ: ترجمہ اونیشاد: ج 2 ص 637۔

2: ہندوں کی کتاب باسک:

اس کتاب میں آیا ہے: دنیا کے آخری زمانہ میں ایک عادل بادشاہ ظہور کرے گا اور وہ تمام انسانوں؛ ملائکہ اور جنوں سب کا آقا اور رہنما ہوگا حق اسکے ساتھ ہوگا اور زمین؛ دریا؛ پہاڑ سب اپنے اپنے خزانوں کو اگل دے گا اسے افضل اس روئے زمین پر نہ کوئی گزرا ہے اور نہ کوئی آئے گا اور وہ زمین سے آسمان سے غیبی خبر دے گا⁽¹⁾

ان عبارات میں منجی کی جو خصوصیات۔ مثال کے طور پر۔ 1: آخری زمانہ میں ظہور کرنا۔ 2: ظالموں اور اشرار سے زمین کو پاک کرنا۔ 3: ظلم و جور کی بساط جمع کر کے اسکی جگہ عدل و انصاف کو فروغ دینا۔ 4: زمین و آسمان اپنی مخفی خزانوں کو اگل دینا۔ 6: غیب سے خبر دینا 7: زمین کا آباد ہونا۔ اسی طرح اور بعض دیگر خصوصیات بھی مثلاً۔ ناموس آخر الزمان (یعنی پیغمبر اعظم (ص)) کا بیٹا ہونا۔ رہنما؛ استوا (قائم) جسکے القاب میں سے ہونا۔ پیشن (علی ابن ابی طالبؑ) کے اولاد میں سے ہونا⁽²⁾۔ وارد ہوئی ہیں یہ وہی خصوصیات اور صفات ہیں جو امام مہدیؑ کے بارے میں ہماری دینی نصوص میں آئی ہیں۔

2: زرادشت اور مہدویت پر عقیدہ

مکتب زرادشت کی دینی کتابوں میں مہدویت کے بارے میں بہت ساری گفتگو ہوئی ہے اور مختلف مقامات پر منجی عالم کے ظہور کرنے کی بشارت دی ہے یہاں تک انکے بعض کتابوں میں پیغمبر اعظم (ص) کی خاتم نبی ہونے اور انکے فرزند امام مہدی کے ہاتھوں انکے لائے ہوئے دین کا پورے ادیان پر غالب آنے اور مؤمنین کے ایک گروہ کا آخری زمانہ میں رجعت کرنے کی خبر دی ہے۔

(1) :- بشارات عہدین ص 246 اور لمعات النوار فی کیفیۃ الظہور: ج 1 ص 19۔ 3۔

(2) :- کرمانی: علائم الظہور ص 17-20۔

جاماسب اپنی کتاب (جاماسب نامہ) میں لکھتا ہے عربی پیغمبرؐ جو کہ آخری پیغمبر ہونگے مکہ کے سنگلاخ خوشک چٹانوں کے درمیان مبعوث ہونگے سادگی کی یہ حالت ہوگی وہ شتر سوار ہونگے جس طرح اسکی قوم شتر سواری کے لیے استفادہ کرتی ہے؛ اپنے غلاموں کے ساتھ ملکر ایک دستخوان پر کھانا تناول کریں گے کبھی غلاموں کو سواری کے طور پر استفادہ نہیں کریں گے۔ پیچھے اسی طرح دیکھ سکتے ہیں کہ جس طرح آگے کو دیکھ سکتے ہیں انکا لایا ہوا دین پورے ادیان کی نسبت بہترین اور کامل ترین دین ہوگا اور کتاب دوسرے تمام کتابوں کو منسوخ کرگی اسکی حکومت عجم کو نابوت کرے گی اور دین مجوس کو ختم؛ آتشکدوں کو خاموش اور خراب کریں گے اس پیغمبر کی بیٹی خورشید عالم اور سیدہ نساء انکا نام ہوگا جسکا فرزند اس پیغمبر کا آخری جانشین مکہ میں قیام کرے گا اور پوری دنیا پر قیامت تک حکومت کرے گا۔۔۔ اور وہ وقت دنیا کا آخری زمانہ ہوگا۔⁽¹⁾

اسی طرح بعض مادی اور الحادی افکار کے حامل افراد نے بھی اس عقیدے کا ایک عالمی نظریہ ہونے اور اسلام کے ساتھ مختص نہ ہونے کا اعتراف کیا ہے:

جیسا کہ راسل کہتا ہے: آخری زمانے میں منجی کا انتظار اور اسکا آخری زمانہ میں ظہور کرنا عالم بشریت کو نجات دینا یہ آسمانی ادیان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر دینی اور مادی مکاتب فکر بھی تمام عالم بشریت کو نجات دلانے والے اور عدل و انصاف پھلانے والے کے ظہور کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

دوسرا گروہ: ان مکاتب فکر کا ہے جنہیں عام اصطلاح میں آسمانی ادیان سے تعبیر کیا جاتا ہے مثال کے طور پر:

(1)۔۔ لمارت الانوار: ج 1؛ ص 23۔۔ 25۔

1: عہد عتیق اور عقیدہ مہدویت

کتاب مقدس عہد عتیق (توریت) میں بہت ساری نصوص ایسے ہیں جو عقیدہ مہدویت پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہیں اور آخری زمانہ میں مسیحا یا منجی بشریت کی آمد اور اس کائنات کو عدل و انصاف سے بھر دینے اور بشریت کو ظلم و جور سے نجات دینے کی بشارت دی ہے⁽¹⁾ چنانچہ تورات میں ہم مطالعہ کرتے ہیں: اشرا اور ظالموں کے وجود سے کبھی ناامید نہ ہو اس لیے کہ ظالموں کی نسل زمین سے مٹادی جائے گا، اور عدل الہی کا انتظار کرنے والے زمین کا وارث بنیں گے جو افراد جن پر خدا نے لعنت کی ہے ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا اور صالح افراد وہ ہونگے جو زمین کے وارث بن چکے ہونگے اور تاریخ کے اختتام تک زمین پر زندگی بسر کریں گے⁽²⁾ اسی طرح اشعیا نے ایک آرام اور تسلی بخش مسیحا کی قوم یہود کے درمیان اس کی پیشنگویوں میں سے ایک کی تصور کشی کی گئی ہے وہ ایک آرزو مند اور عادلانہ حکومت کو پھیلا دے گا اور زمانہ میں کائنات معرفت الہی سے پر ہو جائے گی جیسے پانی دریا کو ڈھانپ لیتا ہے⁽³⁾ اسی لیے امریکا کا مسیحی شہرت یافتہ مؤلف اپنی کتاب قاموس المقدس میں یہودیوں کی مہدویت پر عقیدے کے متعلق یوں لکھتا ہے: یہودی نسل در نسل عہد قدیم تورات کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی پر مشقت طویل تاریخ میں ہر قسم کی ذلتوں؛ اذیتوں؛ رسوا یوں اور شکنجوں کو صرف اس اُمید کے ساتھ تحمل کیا کہ ایک دن مسیحا منجی یہودیت آئیگی اور انہیں ذلت و خورای و رنج و مصیبت کے گرداب سے نجات دلائیں گے، اور انھیں پورے کائنات کا حاکم بنائیں گے⁽⁴⁾ لیکن اس انتظار سوزان کے بعد جب جناب مسیح اس دنیا میں آئے تو انھوں نے ان میں کچھ وہ صفیں نہیں پائیے جنکے مسیحا میں ہونا ضروری سمجھتے تھے چنانچہ انھوں انکی مخالفت شروع کی یہاں تک انکو سولی پر چڑایا اور قتل کیا۔

(1) :- اسد اللہ ہاشمی: ظہور مہدی از نگاہ اسلام و مذاہب و ملل جہان: ص 413-415؛ چھاپ اول؛ ناشر؛ مسجد جمکران؛ 1380ھ ش۔

(2) :- کتاب مقدس: سفر مزامیر داود، نمبر ۷۳

(3) :- اشعیا؛ 11: 10 صفیاء؛ 3: 9۔

(4) :- قاموس مقدس: مسٹر ہاکس، ص ۸۰۶

2: عہد جدید اور عقیدہ مہدویت

انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ مسیح کا قول نقل ہوا ہے "اور عنقریب جنگوں اور اسکی افواہوں کو سنیں تو کبھی ایسا نہ ہو کہ اسکی وجہ سے بے صبری کا اظہار کریں، اس لیے کہ اسکے علاوہ کو اور چارہ نہیں ہے، لیکن وہ دن وقت تاریخ کا اختتامی زمانہ نہیں ہے (1)

اسی طرح یوحنا اپنے مکاشفہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: اچانک آسمان کے دروازے کھولے گئے ایک سفید گھوڑے کو دیکھا جسکے سواری کا نام امین اور حق تھا وہ عدل کے ساتھ قضاوت اور جنگ کرے گا اور سورج کے دروازے پر ایک فرشتے کو دیکھا جو تمام مرغابیوں کو بلارہا تھا آجاو پروردگار عالم کے اس عظیم مہمانی میں شرکت کرو تاکہ بادشاہوں؛ ظالموں اور انکے فوجی کمانڈروں کے گوشت کھایا جائے۔ (2)

لیکن انجیل کے مفسرین ان آیات کے متعلق لکھتے ہیں: جس شخص کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے وہ ابھی وجود میں نہیں آیا ہے بلکہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اکثر خصوصیات اس مسیحا کے عہدین میں ذکر ہوئی ہیں وہ حضرت مسیح پر صدیق نہیں آتی بلکہ امام مہدی پر صدق آتی ہے چنانچہ اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قاموس المقدس کا مؤلف کہتا ہے: انجیل میں منجی عالم بشریت کو فرزند انسان کے نام سے ۸۰ جگہوں پر پکارا ہے ان میں سے صفر ۳۰ مورد حضرت مسیح پر صدق آتا ہے باقی ۵۰ مورد ان پر صدق نہیں آتا بلکہ یہاں ایک ایسے مصلح اور منجی جہانی کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے جو آخری زمانہ میں ظہور کریں گے۔ (3)

(1)۔۔ کتاب مقدس: یوحنا اصحاح ۲۴ نمبر ۶

(2)۔۔ کتاب مقدس: یوحنا اصحاح ۲۴ باب نمبر 19؛ 11-

(3)۔۔ قاموس مقدس: ص ۲۱۹: وہ آجائے گا، والی کتاب سے نقل کیا ہے، ص ۳۳

سوال نمبر 5: کیا اہل سنت علماء میں سے کوئی امام مہدی کے امام حسن العسکریؑ کے بیٹا ہونے اور انکی ولادت کے قائل ہیں؟

جواب: اگرچہ اہل سنت کے اکثر علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی سلالہ پاک نبی اعظم (ص) فرزند فاطمہؑ اور امام حسین کے نسل سے ہونگے اور آخری زمانہ میں پیدا ہونگے لیکن ان میں سے بعض علماء جن میں بڑے بڑے محققین؛ مورخین اور حفاظ بھی شامل ہیں انھوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے اور صریح الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ امام مہدیؑ وہی شخص ہیں جو 255 ہجری قمری کو امام حسن العسکری کے بیت السرا میں دنیا میں آئے ہیں جسکے بارے میں شیعہ انکے بارہویں امام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ اسلیے کہ امام مہدی کے متعلق مجموعہ احادیث جسے اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے نقل کیا سوائے اس شخص کے کسی اور پر صدق نہیں آتی ہیں انھی علماء اور مورخین میں سے بعض کا قول مختصر انداز میں ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

1: ابن ابی ثلج بغدادی متوفی 326 ہجری۔

ابن ابی ثلج بغدادی امام عصر کے توّاب خاصہ کے ہم عصر ابوالحسن دارالقطنی کے استاد؛ امام حسن العسکری کے اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔۔۔ جب محمد بن حسن الحجّہ (امام مہدیؑ) دنیا میں آئے تو امام حسن العسکری نے اپنی گفتگو کے ضمن میں فرمایا: ظالم دشمنوں نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا تاکہ اس نو مولود کا خاتمہ ہو جائے لیکن انھوں نے قدرت خدا کو دیکھ لیا اور اسکا نام موئل رکھا۔۔۔ اور امام حسن العسکریؑ کی بہن حکیمہ خاتون وہ شخص ہے جس نے حضرت حجت کی ولادت کا واقعہ نقل کیا ہے (1)

(1) -: موالید الائمہ: ص 9-10۔

2: علی ابن حسین مسعودی؛ متونی 346 ہجری۔

جناب مسعودی اپنی مشہور تاریخی کتاب مروج الذهب میں لکھتا ہے: ابو محمد حسن بن علی۔۔۔۔۔ بن حسین بن علی بن ابی طالب نے 29 سالہ عمر میں سنہ 260 ہجری کو وفات پائی اور آپ شیعوں کا بارور ہونے کا امام؛ حضرت مہدی کا والد گرامی تھے (1)

اسی طرح اپنی زندگی کی آخری کتاب (التنبیہ والاشراف) میں لکھتا ہے: شیعوں کا بارور ہونا جسکے ظہور کے انتظار میں ہیں وہ محمد بن حسن العسکری۔۔۔۔۔ ابن علی ابن ابی طالب ہیں۔ (2)

3: احمد بن حسین بیہقی شافعی متونی 458 ہجری۔

جناب بیہقی اپنی کتاب (شعب الایمان) میں لکھتا ہے: لوگ امام مہدی کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں؛ ایک گروہ اس بارے میں تردد کا شکار ہے اور اسکا علم خدا پر چھوڑتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مہدی پیغمبر خدا کی اکلوتی بیٹی حضرت زہرا کی نسل سے ہیں اور پروردگار عالم اپنے دین کی نصرت کے لیے اسے پیدا کرے گا اور وہ قیام کریں گے۔

جبکہ دوسرا گروہ کا کہنا ہے مہدی موعود 255 ہجری 15 شعبان معظم کو جمعہ کے دن دنیا میں آئے ہیں اور وہی امام حجت؛ قائم؛ منتظر محمد بن الحسن العسکری ہیں شہر سامرا میں غائب ہوئے ہیں آئند ظہور کریں گے اور جہان کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا۔۔۔ انکے طول عمر کے متعلق بھی کوئی عقلی مانع موجود نہیں ہے جس طرح حضرت عیسیٰ اور خضر دونوں زندہ ہیں اور یہ شیعہ امامیہ اور اہل کشف والوں کا عقیدہ ہے (3)

(1)۔۔ مسعودی: مروج الذهب: ج 4 ص 112۔

(2)۔۔ مسعودی: التنبیہ والاشراف: ص 198۔۔ 199۔

(3)۔۔ المہدی المنتظر: ج 1 ص 182 اور کشف الاستار: ص 98۔

4: فخر الدین رازی متونی 606 ہجری۔

علامہ فخر رازی اپنی کتاب (الفرق) میں شیعہ مختلف فرقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: تیرویں قسم منتظریں کی ہے جو کہتے ہیں امامت امام حسن العسکری کے بعد انکے فرزند کی ہے جو ابھی غیبت میں ہیں اور ایک دن ظہور کریں گے ہمارے زمانے میں شیعہ امامیہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں⁽¹⁾

5: محی الدین عربی متونی 638 ہجری۔

عالم اسلام کے مشہور عارف محی الدین عربی امام مہدیؑ بارے میں لکھتا ہے: مہدیؑ رسول اکرم (ص) کی عترت فاطمہ کے نسل سے ہیں انکا جد امام حسینؑ اور والد گرامی امام حسن العسکریؑ بن امام علی نقی ----- امام علیؑ بن ابی طالب ہیں⁽²⁾

6: شیخ عبدالرحمن صوفی۔

شیخ عبدالرحمن صوفی؛ صوفی مسلک کے مشہور شیوخ میں ہیں امام مہدی کے بارے میں اپنی کتب (مرآت الاسرار) میں لکھتا ہے: وہ دین و دولت کے آفتاب وہ تمام امتوں اور حکومتوں کو راہ دیکھانے والا وہ قائم مقام پاک احمدی وہ امام برحق ابولا قاسم محمد بن حسن اہلبیت عصمت کے امامت کی بارویں کڑی 255 ہجری 15 شعبان جمعہ کی رات کو سرمن ری کے مقام پر دنیا میں آئے جب انکے والد مکرم امام حسن العسکری اس دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت انکی عمر 5 سال کی تھی۔۔۔ حشرت محی الدین عربی نے (فتوحات) میں؛ مولانا عبدالرحمان جامی نے (شواہد النبوءہ) میں؛ سعد الدین حموی نے اپنی کتاب میں انکے حالات؛ کمالات؛ غیبت اور ولادت کے بارے میں مفصل بحث کی ہے⁽³⁾

(1)۔۔ فخر الدین رازی: الفرق ص-----

(2)۔۔ عبدالرحمن صوفی: کشف الاستار: ص 49۔۔۔ 50۔

(3)۔۔ عبدالرحمن صوفی: کشف الاستار: ص 49۔ اور المہدی الموعود المنتظر: ج 1 ص 205۔

7: کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی متونی 650 ہجری۔

اہل سنت کے مشہور عالم اور نامور فقیہ اپنی کتاب (مطالب السؤل) میں امام حجت کے بارے میں لکھتا ہے: ابو محمد حسن عسکری 231 ہجری میں دنیا میں آئے انکی سب سے بڑی منقبت اور خصوصیت جسے پروردگار عالم نے انکے ساتھ مختص کیا وہ یہ تھی کہ امام مہدیؑ انکے نسل سے اور انکے فرزند ہیں⁽¹⁾

8: حافظ محمد بن یوسف گنجی شافعی متونی 658 ہجری۔

جناب گنجی شافعی اپنی کتاب (کفایہ الطالب) میں لکھتا ہے: ابو محمد حسن العسکریؑ سامراء کے مقام پر اپنے گھر کے اندر مدفون ہوئے انکا ایک بیٹا تھا وہ امام منتظر ہیں ہم اپنی اس کتاب کا اختتام انکے نام پر کریں گے اور انکے متعلق بحث کریں گے⁽²⁾

9: شمس الدین محمد ذہبی متونی 748 ہجری۔

ذہبی اپنی کتاب (دول الاسلام) میں لکھتا ہے: حسن بن علی بن --- اثنا عشریہ کے اماموں میں ایک ہیں 260 ہجری میں وفات پائی اور آپ منتظر محمد بن حسن کے والد ہیں۔⁽³⁾ اسی طرح تاریخ الاسلام میں لکھتا ہے: محمد بن حسن العسکری ابو القاسم علوی حسینی شیعوں کا آخری امام ہیں اور انکا عقیدہ ہے آپ امام مہدی اور احبالزمان ہیں⁽⁴⁾ اسی طرح دوسرے بہت سارے علماء جیسے: قاض جواد سابطی حنفی متونی 1250 ہجری⁽⁵⁾: شمس الدین بن طولوں دمشقی متونی 953 ہجری⁽⁶⁾: شیخ عبداللہ شبراوی شافعی متونی 1172⁽⁷⁾: شبلینجی مصری⁽⁸⁾: قندوزی⁽⁹⁾ اور بھی بہت سارے اہل سنت علماء نے امام مہدیؑ کی ولادت کا اعتراف اور فرزند امام حسن عسکری ہونے کا تصدیق کیا ہے۔

(1)۔ ابن طلحہ شافعی: مطالب السؤل فی مناقب آل رسول: ص 311309 (2)۔ گنجی شافعی: کفایہ الطالب: ص 458 (3)۔ ذہبی: تاریخ الاسلام: ج 19 ص 113 حواہ شمبر 51-60 ہجری (4)۔ ذہبی: تاریخ الاسلام: ج 19 ص 113 حواہ شمبر 51-60 ہجری۔ (5)۔ عبد الرحمن صوفی: کشف الاستار: ص 49-50 (6) ابن طولوں دمشقی: الاثنی عشریہ: ص 117 (7)۔

شبر اوی: الاتحاف بحب الاشراف ص 179 (8) -: شبلنجی: نور الابصار: ص 185 چھاپ دار الفکر 1399 ہ ق (9) -:
قندوزی: ینایع المودة: ج 3 ص 206

سوال نمبر 6: کیا قرآن کریم میں مہدویت اور امام مہدیؑ کے متعلق کوئی صریح گفتگو ہوئی؟

جواب: قرآن کریم ہر دور اور ہر نسل کے لئے پیغمبر اکرم (ص) کا تابدار زندہ معجزہ ہے جس میں انسانیت، اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور مستقبل کے متعلق گفتگو ہوئی ہے چنانچہ امام مہدی کا نام گرامی کسی مصلحت کی بنا پر صریح الفاظ کے ساتھ قرآن کریم میں نہیں آیا ہے لیکن انکی؛ انکے یاران کی صفات اور انکی آفاقی حکومت کی خصوصیات قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے جس کی معرفت کے بعد ایک بیدار اور آگاہ شخص حقیقی مہدیؑ اور جھوٹے مہدویت کے دعوا کرنے والوں میں تشخیص دے سکتا ہے مزید یہ کہ علماء اسلام اور مفسرین کرام نے احادیث اور ارشادات اہل بیت اطہارؑ کی روشنی میں سو {1000} سے اُپر قرآنی آیات کو نظریہ مہدویت اور امام مہدیؑ کے متعلق جانتے ہیں اور مجموعی طور پر ان آیات کی تفسیر اور تاویل میں 5000 سو سے اوپر احادیث رسول اکرم (ص) اور ائمہ طاہرین سے نقل کی ہے تاہم یہاں چند قرآنی آیات کے ساتھ بعض روایات نقل کرتے ہیں۔

1 : وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

الصَّالِحُونَ⁽¹⁾ اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ امام محمد باقر سے روایت ہے کہ اس آیت میں بندگاں صالح سے مراد حضرت امام مہدی اور انکے یاران ہیں⁽²⁾

(1) :- انبیاء: 105۔

(2) :- قدوذی: ینایع المودۃ: ص 425۔ اور طبرسی: مجمع البیان: ج 7 ص 66۔

2: وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتَضَعُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ

نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ & (1)

اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بے بس کر دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہی کو وارث بنائیں۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں: جو لوگ زمین پر مظلوم واقع ہوئے ہیں وہ خاندان پیغمبر ہیں سختیاں جھلنے کے بعد پروردگار عالم انکے مہدیؑ کو مبعوث کرے گا تاکہ انہیں عزت اور انکے دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا جائے۔ (2) اسی علامہ قندوزی کسی روایت کے ضمن نقل کرتا ہے: ابو محمد حسنی العسکری اپنے بیٹے مہدی کی ولادت کے ساتویں دین اسے کہا اے میرے چھوٹا بیٹا بولنا شروع کرو اس وقت امام مہدی نے شہادتیں کوزبان پر جاری کیا اور اپنے آبا و اجداد پر ایک کر کے درود بھیجا پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔ **ونريد ان نمن**

----- (3)

3 : هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ دِينَ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ * (4) وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ

اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ عبایہ ربعی روایت کرتا ہے امیر المؤمنین نے اس آیت کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم مہدیؑ کے ظہور کے بعد زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں رہے گا مگر جہاں سے صبح و شام کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا بلند نہ ہو۔ اسی طرح ابن عباس اسی آیت کی تفسیر میں کہتا ہے اس دن کوئی یہود؛ نصاریٰ اور دیگر ادیان کے ماننے والے باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ دین حنیف اسلام سے مشرف ہوگا

(1) :- قصص: 5-

(2) :- طوسی: الغیبة: ص 113- اور قندوزی: ینایع المودۃ: ص 496-

(3) :- قندوزی: ینایع المودۃ: ص 302؛ باب نمبر 79-

(4) :- توبہ: 33-

یہاں تک بھیڑ؛ بھیڑیا؛ شیر؛ انسان۔۔۔ سب امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں گے اور یہ ہے اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور یہ اس وقت کی بات ہے جب قائم آل محمد (ص) قیام کریں گے۔⁽¹⁾ یہ آیہ مبارکہ قرآن مجید میں تین جگہوں پر آئی ہے اور سورہ فتح کی آیت نمبر 28 کی ذیل میں حافظ ابو عبد اللہ گنجی اور علامہ شبلی نجی دونوں نے سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا اس آیت سے مہدی موعودؑ؛ فرزند فاطمہؑ مراد ہیں⁽²⁾

4: وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا* اور کہہ دیجئے: حق

آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل کو تو یقیناً مٹنا ہی تھا۔ امام محمد باقر فرماتے ہیں جب امام زمانؑ ظہور کریں گے تو تمام باطل حکومتیں مٹ جائے گی⁽³⁾ اس آیہ مبارکہ میں دو نکتے کی طرف توجہ بہت ہی ضروری ہے: ایک یہ کہ اس آیت پروردگار عالم نے تمام باطل کے مٹ جانے کا وعدہ دیا ہے جبکہ تاریخ گواہ ہے یہ وعدہ ابھی تک تحقق نہیں پایا۔ دوسری یہ کہ امام مہدی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے جب آپ ظہور کریں گے تو تمام باطل حکومتیں مٹ جائے گی اور یہ خود امام غائب کے وجود پر بہترین دلیل ہے۔

5: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

*⁽⁴⁾ جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں نیز جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے، اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ آٹھویں ہجری کے مشہور سنی عالم اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتا ہے: المراد بالغیب المہدی المنتظر الذی وعد اللہ فی القرآن. وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ [النور: 55]

(1)۔۔ مجلسی: بحار الانوار: ج 51 ص 61۔

(2)۔۔ گنجی شافعی: البیان: باب نمبر 25 اور شبلی نجی: نور الابصار ص 186۔

(3)۔۔ کلینی: کافی: ج 8 ص 287 اذا قام القائم۔

(4)۔۔ بقرہ: 3۔

وورد فی الخبر «لو لم یبق من الدنیا إلا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج رجل من امتی یواطیء اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی یملاً الأرض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً»⁽¹⁾ غیب سے مراد امام مہدی منتظر ہیں جس کے بارے میں پروردگار عالم نے سورہ نور کی 55 آیت میں قطعی وعدہ دیا ہے اور پیغمبر اکرم (ص) سے بھی روایت ہے اگر دنیا کی عمر سے ایک دن بھی باقی رہ جائے تو پروردگار عالم اس دن کو اتنا طول دے گا یہاں تک میری امت سے ایک شخص ظہور کرے گا جس کا نام میرے نام جسکی کنیت میری کنیت پر ہوگی اور وہ زمیں کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا۔⁽²⁾

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: **الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ** سے مراد وہ افراد ہیں جو امام زمانہ کے طول غیبت کے دوران مختلف قسم کے سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں: قَالَ (ص) طُوبَى لِلصَّابِرِينَ فِي غَيْبَتِهِ طُوبَى لِلْمُقِيمِينَ عَلَى مَحَجَّتِهِمْ أَوْلَئِكَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ. ⁽³⁾ خوش ہیں وہ لوگ جو اس کی غیبت کے زمانہ میں صبر سے کام لیں خوش ہیں وہ لوگ جو اسکی محبت پر ثابت قدم رہیں، ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے، اور وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں.... یہ بعض قرآنی آیات اور احادیث اہل بیت اطہارؑ جس میں نظریہ مہدویت اور امام مہدی کے متعلق اصولی اور کلی گفتگو ہوئی ہے۔

(1) :- اس حدیث کو؛ ابو داؤد نے اپنی کتاب المہدی باب 1 میں . ابن ماجہ : نے اپنی کتاب الفتن باب 34 میں ؛ اور امام احمد نے مسندہ: 99/1: 28/3 میں۔ نقل کیا ہے۔

(2) :- نیشابوری نظام الدین حسن بن محمد: غرائب القرآن و رغائب الفرقان: ج 1، ص: 144؛ ناشر؛ دارالکتب العلمیہ؛ چھاپ:

(3) -: مجلسی : بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۴۳

سوال نمبر 7: امام مہدیؑ کا پیغمبر اکرم (ص) کے وصی اور خلیفہ ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: امام مہدی کے اس وصی پیغمبر اعظم (ص) اور اس روئے زمین پر خلیفۃ اللہ ہونا تقریباً مسلمات اسلام میں سے شمار ہوتا ہے اور جو شخص مہدویت اور امام مہدی پر عقیدہ رکھتے ہیں انکے امام اور پیغمبر اکرم (ص) کی عترت طاہرہ ہے وصی ہونے پر عقیدہ رکھتا ہے اور اس بارے میں پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ معصومین سے سینکڑوں احادیث فریقین کی قابل اعتماد حدیثی اور دیگر کتابوں میں نقل ہوئی ہیں؛ ہم یہاں اختصار کی بنا پر دو تین حدیث نقل کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 1:

امیر المؤمنین علی اور عبد اللہ ابن مسعود دونوں سے مشہور روایت ہے جس میں آنحضرت (ص) فرماتے ہیں: لو لم یبق من الدنیا إلا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج رجل من أمتی یواطیء اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی یملاً الأرض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً⁽¹⁾ اگر دنیا کی عمر سے ایک دن بھی باقی رہ جائے تو پروردگار عالم اس دن کو اتنا طول دے گا یہاں تک میری امت سے ایک شخص ظہور کرے گا جسکا نام میرے نام؛ جسکی کنیت میری کنیت پر ہوگی اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا۔

حدیث نمبر 2:

کسی اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں۔ مہدی موعود میری عترت اور فاطمہ کے اولاد سے ہونگے⁽²⁾

(1)۔ ابوداؤد: سنن: ج 2 ص 207 اور ترمذی: سنن: ج 4 ص 505 باب نمبر 52 اور حموی جوینی: فوائد السطین: ج 2 ص 325 اور اسی طرح ابوداؤد نے اپنی کتاب المہدی باب 1 میں۔ ابن ماجہ: نے الفتن باب 34 میں؛ اور امام احمد نے مسندہ؛ 1/99: 28/3 میں۔ اور نیشابوری نے غرائب القرآن ج 1، ص: 144 میں اور جناب شیخ صدوق نے کمال الدین ص 287 میں نقل کیا ہے۔

(2) :- ابن صباغ مالکی : فصول المہمہ ص 294۔

عصر غیبت

سوال نمبر 8: غیبت امام عصر کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے شروع ہوئی؟

جواب: غیبت مادہ غاب سے ہے جس کا معنی (نگاہوں سے مخفی ہونا ہے) نہ کہ حاضر نہ ہونا جیسا کہ عام طور پر لفظ غیبت کے سننے سے اسی غلط معنی کا تصور ذہن میں آتا ہے لہذا امام غائب کے متعلق گفتگو اس امام حاضر کے متعلق ہوگی جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں لوگوں کی نظروں سے مخفی ہیں یعنی لوگ عام حالت میں انہیں نہیں دیکھ پاتے جبکہ آپ لوگوں کے درمیاں رہتے ہیں اور ان ہی کے درمیاں زندگی بسر کرتے ہیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین علی۔ امام زمانہ کی حالت غیبت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ

يَتَرَدَّدُ بَيْنَهُمْ وَ يَمْشِي فِي أَسْوَاقِهِمْ وَ يَطَأُ فُرُشَهُمْ وَ لَا يَعْرِفُونَهُ حَتَّى

يَأْذَنَ اللَّهُ لَهُ أَنْ يُعْرِفَهُمْ نَفْسَهُ⁽¹⁾ قسم ہے خداوند عالم کی حجت خدا لوگوں کے درمیاں ہوتی ہے

راستوں میں گلیوں میں چلتی پھرتی ہیں لوگوں کے گھروں میں آتی جاتی ہے: زمین پر مشرق سے مغرب کو آمد و رفت کرتی ہے لوگوں کی باتوں کو سنتی ہے اور ان پر سلام بھیجتی ہے وہ دیکھتی ہے لیکن انکو دیکھا نہیں جاسکتا ایک معین وقت تک کہ جب خدا کا وعدہ پورا نہیں ہو جاتا۔

اسی لیے معصومین نے انکی وجود مقدس کو اس سورج سے تشبیہ دی ہے جو بادل کے پیچھے چھپے ہوئے ہے یہ غیبت کا ایک معنی ہے جو بعض روایات میں آئی ہے لیکن بعض دیگر روایات میں امام زمانہ کی غیبت کا ایک اور معنی بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے درمیاں زندگی بسر کرتے ہیں اور لوگوں کو دیکھائی دیتے ہیں لیکن آپ کو پہچانتے نہیں ہیں یعنی آپ غائب نہیں ہیں بلکہ نقص لوگوں میں ہے ان میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ انھیں دیدار کریں

(1)۔ الغیبہ ج 3/ص 164: کمال الدین/ج 2/باب 33/ح 46/ص 28

امام صادق فرماتے ہیں: **وَ أَمَّا سُنَّةُ يُوسُفَ فَإِنَّ إِحْوَتَهُ كَانُوا يُبَايِعُونَهُ وَ يُخَاطِبُونَهُ وَ لَا يَعْرِفُونَهُ**: اس صاحب امر میں انبیاء کی سنن پائی جاتی ہیں۔۔۔ حضرت یوسف کی سنت ان میں مخفی ہونا ہے اللہ تعالیٰ انکے اور لوگوں کے درمیان ایک حجاب قرار دے گا کہ لوگ ان کو دیکھیں گے لیکن پہچانیں گے نہیں۔ اسی طرح امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشرف کا حالت غیبت میں زندگی گزارنا ایک ایسا واقعہ نہیں ہے جو پہلی بار صرف امام مہدی کے لیے واقع ہوا ہو بلکہ قرآن کریم اور روایات میں ایسے موارد بیان ہوئے ہیں جہاں معجزانہ انداز میں لوگ ایک قابل دید مخلوق کو مشاہدہ نہ کر سکتے چنانچہ سورہ یس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: *** وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ** ⁽¹⁾ اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے لہذا وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے: اسی آیت کے ذیل میں عبداللہ بن مسعود نقل کرتا ہے قریش والے آنحضرت (ص) کے گھر کے دروازے پر جمع ہوئے آپ گھر سے باہر تشریف لے آئیں اور انکے سروں پر خاک پھر دیے لیکن وہ لوگ آپکو نہیں دیکھ پائے ⁽²⁾ بلکہ بہت سی روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ایک سنت الہی ہے جو متعدد انبیاء کی زندگی میں واقع ہوئی ہے اور بہت سے انبیاء کی زندگی کا حصہ مخفی اور غیبت میں بسر ہوا ہے جیسے حضرت ادریس؛ نوح؛ صالح؛ ابراہیم؛ یوسف؛ موسیٰ؛ شعیب؛ الیاس؛ سلیمان؛ دنیال؛ عیسیٰ؛ وغیرہ ⁽³⁾ اور یہ چیز خداوند عالم کی مصلحت اور حکمت کی بنا پر ہوتی ہے۔

(1)۔۔ لیس 79

(2)۔۔ مجمع البیان ج 8 ص 416

(3)۔۔ رجوع کریں علی اصغر رضوانی: امامت اور غیبت مترجم فروز حیدر ص 186 طبع 2008 بحار الانوار (ط - بیروت)؛ ج 52؛

اسی وجہ سے امام مہدی کی غیبت کی روایتوں میں غیبت کو انبیاء کی سنت کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور امام مہدی کی زندگی میں انبیاء کی سنت کا جاری ہونا غیبت کی دلیلوں میں شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں: قَالَ إِنَّ لِلْقَائِمِ عِ مَنَا غَيْبَةً يَطُولُ أَمْدُهَا فَقُلْتُ لَهُ وَ لِمَ ذَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَبَى إِلَّا أَنْ يُجْرِيَ فِيهِ سُنَنَ الْأَنْبِيَاءِ عِ فِي غَيْبَاتِهِمْ⁽¹⁾ بے شک ہمارے قائم امام مہدی غیبت اختیار کریں گے جس کی مدت طولانی ہوگی راوی کہتا ہے اے فرزندے رسول (ص) اس غیبت کی وجہ کیا ہے؟ امام نے فرمایا خداوند عالم کا ارادہ یہ ہے کہ انبیاء کی غیبت کی سنت آپ میں ظاہر ہو۔

سوال نمبر 9: فلسفہ غیبت کیا ہے؟

جواب: اس سوال کے جواب دینے سے پہلے اس حقیقت کی طرف متوجہ رہنا انتہائی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح امیر المؤمنین فرماتے ہیں: مَا أَعْظَمَ اللَّهُمَّ مَا نَرَى مِنْ خَلْقِكَ وَ مَا أَصْغَرَ عَظِيمَهُ فِي جَنْبِ مَا غَابَ عَنَّا مِنْ قُدْرَتِكَ⁽²⁾ پاک و پاکیزہ ہے تو؛ تیری وہ مخلوق کتنی عظیم ہے جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اور اس کی عظمت کتنی چھوٹی ہے تیری اس قدرت کے مقابلے میں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ لہذا کسی کی مجال کی بات نہیں کہ وہ اس عظیم کائنات کی کسی بھی مخلوق کی خلقت کا راز معلوم نہ ہونے پر اسکے وجود کے بارے میں اعتراض شروع کر دے یا اس کے وجود سے انکار کر دے مثال کے طور پر آج کے ترقی یافتہ دور میں کڑوڑوں کی تعداد میں کہکشانیں کشف ہوئے ہیں تو کیا حق بنتا ہے کہ مزید اور کہکشانوں کا اس فضا میں موجود ہونے سے انکار کرے؟

ہر گز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے سے قریب ترین چیزوں کی حقیقت کو جانے سے قاصر ہے کیونکہ اسکی روح سے زیادہ کوئی اور چیز اسکے نفسانی غرائض اسکی فطری امور جیسے عشق؛ ذوق؛ لذت؛ محبت۔۔۔۔۔ ان تمام فطری امور کی حقیقت ہمارے سامنے مجھول ہیں لیکن ہم کبھی بھی ان چیزوں کو انکار نہیں کر سکتے ہیں۔

(1) :- بحار ج 52 / ص 90

(2) :- عيون الحكم والمواعظ (لليثي) 1/483 / الفصل الثالث \ ص : 475

اس تمہیدی گفتگو کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک طرف غیبت امام عصر اسلامی نقطہ نگاہ سے مسلمات اسلام میں سے شمار ہوتا ہے اور اہل بیت اطہار نے وقتاً فوقتاً ہر دور میں اس خدائی حتمی فیصلے کی خبر دے چکے ہیں، تو دوسری طرف جب ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کائنات کے چھوٹے سے چھوٹا ذرات سے لے کر بڑے سے بڑا کام حکمت اور مصلحت کے بغیر انجام نہیں پاتا چاہیے ہم ان مصلحتوں کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں نیز کائنات کا ہر چھوٹے سے چھوٹا واقعہ خداوند عالم کی تدبیر اور اسی کی ارادہ سے انجام پاتا ہے جن میں سے اہم ترین واقعہ امام مہدی کی غیبت کا واقعہ ہے لہذا آپ کی غیبت کا مسئلہ بھی حکمت اور مصلحت کے مطابق واقع ہوئی ہے اگرچہ ہم اس کے فلسفہ اور راز سے آشنا نہ بھی ہو اور اگر ہم اس حادثے کی حکمت اور راز سے آشنا نہ ہونے پاپے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس حتمی واقعے کے جو کہ قطعاً واقع ہوا ہے متعلق شک و تردید کا شکار ہو جائیں یا اسے سرے سے ہی انکار کرنے لگے جبکہ اہل بیت اطہار نے متعدد روایات میں آپ کی غیبت کے متعلق شک کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے سخت مذمت کر چکے ہیں۔ چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں: شک صاحت العصر کے لیے ایک ایسی غیبت ہے جس میں ہر اہل باطل شک و تردید کا شکار ہو جائے گا غیبت کی وجہ ایک ایسا امر ہے جس کو تمہارے سامنے بیاں کرنے کی اجازت نہیں، غیبت اسرار الہی میں سے ایک راز ہے لیکن چونکہ ہم جانتے ہیں کہ خداوند عالم صاحب حکمت ہے اور یہ قبول کرتے ہیں کہ اس کے کاموں میں حکمت ہوتی ہے اگرچہ ہمیں ان کاموں کی وجوہات کا علم نہ بھی ہو⁽¹⁾ تاہم اہل بیت اطہار ہماری اطمینان قلبی کے خاطر امام مہدی کی غیبت کے کچھ اسرار اور حکمت بیاں کیے ہیں ان میں سے بعض ہم یہاں مختصراً ذکر کرتے ہیں:

(1) :- کمال الدین / ج 1 / ص 204 / باب 44 / مذید معلومات کے لیے مراجعہ کریں منتخب الاثر / صانی گلپائی گانی / باب 28 / فصل 2

الف: عوام کی تادیب و تنبیہ

جب ایک امت اپنے نبی اور امام کہ جسکا وجود اقدس بقاء اور ہدایت کے لیے ضروری ہے اسکی قدر نہ کرے اور اسکے حقوق اور فرائض انجام نہ دے بلکہ اسکے احکام کی نافرمانی کرے اور انھیں ختم کرنے کی درپے ہو جائے اور ہدایت تکوینی اور فطری کا راستہ اپنے پر بند کر دے تو پھر سنت الہی یہ ہے کہ پروردگار عالم انکے اوپر ہدایت تشریحی کا راستہ بھ بند کر دیتا ہے اور انکے درمیان سے ہادی برحق ولی عصر کو اٹھالیتا ہے تاکہ امت اس حقیقی رہبر کی قدر و قیمت کو درک کر سکیں اور اسکی برکت کو سمجھ سکیں۔ جسکی مثال ہم قرآن مجید اور روایات معصومہ میں امم سابقہ کے متعلق دیکھ سکتے ہیں: چنانچہ امام محمد باقر اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب پروردگار عالم کسی قوم میں ہمارے وجود اور ہماری ہم نشینی سے خوش نہ ہو تو پھر ہیں ان سے اٹھالیتا ہے إِنَّ اللَّهَ إِذَا كَرِهَ لَنَا جِوَارَ قَوْمٍ نَزَعْنَا مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ⁽¹⁾

ب: لوگوں کا امتحان

اس کائنات پر محیط سنن الہی میں سے ایک ناقابل تغیر سنت پروردگار عالم کا لوگوں سے امتحان لینا ہے یہ ایک ایسا راستہ ہے جس حتمی طور پر سب کو گزرنا ہے۔ خداوند متعال اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے تاکہ راہ حق میں ان کی پابت قدم رہنا معلوم ہو جائے اور انکی شخصیت؛ صبر؛ ایمان استقامت اور فرمان الہی کے سامنے درجہ تسلیم کو پہچان سکھے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی کی غیبت سب سے اہم امتحان الہی ہے جیسا کہ جناب جابر انصاری پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں آپ (ص) نے فرمایا:

(1) :- ابن بابویہ، علل الشرائع؛ ج 1؛ ص 244۔ تم، چاپ: اول، 1385 ش/ 1966 م

(1) :- کمال الدین و تمام النعمه ج 1/288/25 باب ص: 286

(2) :- غبتل طوسی / فصل 5/ح 284: ص 234

(3) :- ملاحظہ کریں صافی کی کتاب / ا ویدا من و امان / ص 140

ج: امام کی جان کی حفاظت :

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر انبیاء کرام کے انکی جان کی حفاظت اور قتل کے خوف سے انکو انکی قوم سے مخفی رکھنے کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے تاکہ ایک مناسب موقع پر اپنی رسالت اور ذمہ داری کو ادا کر سکیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارے میں انکی والدہ گرامی کو وحی ہوئی: **وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِي وَ لَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكَ وَ جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ***⁽¹⁾ اور ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں دودھ پلائیں اور جب ان کے بارے میں خوف محسوس کریں تو انہیں دریا میں ڈال دیں اور بالکل خوف اور رنج نہ کریں، ہم انہیں آپ کی طرف پلٹانے والے اور انہیں پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) مکہ معظمہ سے نکل کر ایک غار میں مخفی ہو گئے البتہ یہ سب خداوند عالم کے حکم اور ارادہ سے ہوتا تھا۔ حضرت مہدی کی غیبت کے بارے میں بھی متعدد روایات یہی وجہ بتاتی ہے جیسا کہ امام صادق سے روایت ہے روای کہتا ہے امام نے فرمایا: امام منتظر قیام کرنے سے پہلے ایک مدت غیبت میں رہیں گے میں نے عرض کیا کس لیے؟ فرمایا اسی لیے کہ انہیں جان کا خطرہ ہے⁽²⁾ اس حقیقت کو ہم تاریخ کی آئینے میں بھی دیکھ سکتے ہیں چونکہ بنی عباس کے حکمران بخوبی جانتے تھے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے خاندان میں امیر المؤمنین اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جسکے ہاتھوں ظالموں اور جابروں کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور وہ بچہ امام حسن العسکری کا فرزند ہوگا لہذا انھوں نے آپ کو شہید کرنے کی قصد سے امام حسن العسکری کو عرصہ دراز تک فوجی چھاونی میں نظر بند رکھا تھا اور باقاعدہ طور سے پھر الگا کر رکھا تھا لیکن پروردگار عالم نے جس طرح جناب موسیٰ کو فرعون کے ہاتھوں سے بچا لیا اسی طرح حجت خدا امام حجت کو بنی عباس کے ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں سے بچا لیا۔

(1) :- القصص .7

(2) :- کمال الدین .ج2 .7ح

د: فاسق اور فاجر حکمرانوں سے آزادی

روایات کے مطابق آپ کی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہوگی جو مظہر تام اسماء الہی (الغالب؛ العادل؛ الحاکم) ہونگے نہ ہی آپکے گردن پر کسی ظالم اور ستمگر حاکم کی بیعت ہے اور نہ ہی جب آپ ظہور کریں گے تو سوائے ذات پروردگار کے اور کسی کے سامنے جکیں گے۔ آپ وہ عظیم مصلح ہونگے جو عالمی نظام عدل کی قیام کے لیے زمینہ فراہم نہیں ہوتی اس وقت تک آپ غیبت میں رہیں گے تاکہ آپکے گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو اور خدا کے علاوہ کسی کی حکومت کو قبول نہ کیا ہو۔ چنانچہ امام صادق فرماتے ہیں: صاحب ہذا الامر تغیب ولادته عن هذا۔۔۔۔۔ حضرت صاحب الامر کی ولادت کو لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھیں گے تاکہ جب ظہور کریں تو انکی گردن میں کسی بیعت نہ ہو اور پروردگار عالم انکی امر کو ایک رات میں اصلاح کرے گا⁽¹⁾ اسی طرح خود امام زمانہ اپنے نائب دوئم محمد بن عثمان کے سوالات کے جواب میں جس میں انھوں نے غیبت کی حکمت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: إنہ لم یکن أحد من آبائی إلیّ و قد وقعت فی عنقه بیعة لطاغیة زمانہ، و إننی أخرج حین أخرج و لا بیعة لأحد من الطواغیت فی عنقی،⁽²⁾ میرے تمام اباواجداد مجبور تھے کہ اپنے زمانے کی طاغوتوں کی بیعت میں رہے لیکن میں ایک اسی حالت میں قیام کروں گا جبکہ میرے گردن پر کسی ظالم اور ستمگر کی بیعت نہ ہوگی۔

روایات معصومین میں غیبت کے دیگر اسباب اور حکمت بیاں ہوئی ہیں لیکن ہم یہاں اختصار کی بنا پر انھی چند امور کے ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے لیکن دوبارہ تاکیداً عرض کروں گا کہ غیبت امام زمانہ ایک خدائی راز ہے جس کی اصلی فلسفہ اور راز امام زمانہ کے ظہور کے بعد ہی واضح ہوگا۔

(1) :- بحار ج 1 ص 96

(2) :- الزم الناصب ج 1/391/الص: 387

سوال نمبر 10: اگر حضرت مہدی امام عصر اور حجت خدا ہیں تو امام اور ہادی کو چاہیے لوگوں کے درمیاں رہیں تاکہ لوگ انکی امامت کی سایے میں ہدایت حاصل کر سکے لیکن جو امام مخفیانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو ایسے امام اور ہادی کے ہونے سے نہ ہونا بہتر نہیں ہے؟

جواب: یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ سنکڑوں سال سے حجت خدا کی ظہور کے فیض اور انکی ہدایت سے محروم ہے اور بشر اس آسمانی رہبر کے حضور میں مشرف ہونے سے قاصر ہے تو یہاں پر بسا اوقات مجھ جیسے ضعیف الایمان لوگوں کے اذہان میں ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں بلکہ ایسے سوالات اور شبہات دین و مذہب کے دشمن عناصر سوچھے سمجھے سازش کے تحت لوگوں کے ایمان کو سست کرنے کے خاطر ایجاد کرتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسے سوالات اور شبہات ان کے اذہان میں حجت خدا کے مقام کی صحیح پہچان اور شناخت نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، جبکہ امام معصوم کے مقدس وجود کے اثرات اور فوائد انکے ظہور اور ہدایت ظاہری تک محدود نہیں بلکہ ہدیت ظاہری انکے بابرکت وجود کے اثرات میں سے ایک چھوٹا سا اثر ہے انکے وجود مقدس کے ایک اور فائدہ مخلوقات کو تباہی ہے بچانا ہے، خدا کی اپنے بندوں کی اوپر حجت تمام ہونا ہے، تمام موجودات پر خدا کے فیض کا واسطہ بھی ہے۔ ہم یہاں انکے وجود اقدس کے چند فوائد بطور اختصار فہرست وار بیان کرتے ہیں۔

1: امام واسطہ فیض ہوتا ہے

دینی تعلیمات کی روشنی میں عقلی اور نقلی دلائل سے استفادہ ہوتا ہے کہ حجت خدا کائنات کے تمام مخلوقات اور خدا کے درمیان واسطہ فیض ہوتا ہے (جسکے بارے میں تفصیلی گفتگو بعد میں ہوگی) نظام کائنات میں محور اور مرکز کی حیثیت رکھتا ہے لہذا ہر دور میں حجت خدا کاروئے زمیں پر تاصح قیامت باقی رہنا ضروری ہے ورنہ انسان، جنات، ملائکہ، حیوانات اور جمادات کا نام نشان تک مٹ کر رہ جائے گا۔ اور یہ مطلب مختلف احادیث جنسین شیعہ سنی دونوں علماء نے اہل بیت اطہار سے نقل کیا ہے

(2) :- محمد تقی ہندی کنز العمال / اس حدیث کو بخاری نے بھی نقل کال ہے

(3) :- کمال الدین و تمام النعمۃ / ج 1 / 207 / 21 ص : 201

معصومین علیہم السلام کے ان جمالت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام عصر زمان غیبت میں بھی تمام مخلوقات کے لیے سرچشمہ حیات ہیں اور تمام برکات الہی انہی کے واسطے مخلوقات تک پہنچتی ہے اسی لیے خود پیغمبر اکرم نے انکے وجود مقدس کو غیبت کی حالت میں اس سورج سے تشبیہ دی ہے جو بادل کے پیچھے چھوپا ہوا ہے لیکن اسکے وجود سے مخلوقات زمین مسلسل استفادہ لے رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ جابر الانصاری پیغمبر گرامی اسلام (ص) سے نقل کرتے ہیں: فقلت: یا رسول اللہ هل لشیعته انتفاع به فی غیبتہ؟ فقال صلی اللہ علیہ و آلہ: ای و الذی بعثنی بالحقّ إثم یستضیئون بنورہ و ینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس و إن علاها السحاب⁽¹⁾ اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا ہے وہ لوگ انکے نورانی وجود سے منور اور انکی ولایت سے زمان غیبت میں ایسے ہی استفادہ کریں گے جس طرح لوگ بادل کے پیچھے چھوپے ہوئے سورج سے استفادہ کرتے ہیں۔

2: زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی

متعدد روایات کے مطابق جسے شیعہ سنی دونوں طرفیں کے علماء نے نقل کیا ہے زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی خواہ وہ لوگوں کے درمیاں ظاہر ہو یا خوف کی وجہ سے پوشیدہ ہو: امیر المؤمنین فرماتے ہیں: بَلَى لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلَّهِ بِحُجَّةٍ إِلَّا ظَاهِرًا مَشْهُورًا وَإِمَّا خَائِفًا مَعْمُورًا لئَلَّا تَبْطُلَ حُجْجُ اللَّهِ وَ بَيِّنَاتُهُ خدایکی قسم زمین کبھی حجت خدا جو خدا کے لیے قیام کرے سے خالی نہیں ہو سکتی چاہیے وہ ظاہر اور آشکار ہو یا خائف و مخفی تاکہ خدا کی حجیتیں اور براہیں تمام نہ ہونے پائیں⁽²⁾ اسی طرح متعدد روایات میں ائمہ اطہار فرماتے ہیں:

(1)۔ الزام الناصب / ج 1 / 385 / ص: 380 "قدوزی حنفی ینایج المودۃ / ج 3 / ص 17

(2)۔ نچ البلاغہ خ 147

سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع فَقُلْتُ أ تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ حُجَّةٍ فَقَالَ لَوْ
 خَلَتْ مِنْ حُجَّةٍ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا⁽¹⁾ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع يَمْضِي
 الْإِمَامُ وَ لَيْسَ لَهُ عَقِبٌ قَالَ لَا يَكُونُ ذَلِكَ قُلْتُ فَيَكُونُ مَاذَا قَالَ لَا
 يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى خَلْقِهِ فَيُعَاجِلَهُمْ⁽²⁾ أَبَا عَبْدِ
 اللَّهِ ع يَقُولُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهَا حُجَّةٌ عَالِمٌ إِنَّ الْأَرْضَ
 لَا يُصْلِحُهَا إِلَّا ذَلِكَ وَ لَا يُصْلِحُ النَّاسَ إِلَّا ذَلِكَ.⁽³⁾ اگر زمین ایک لمحظے کے لیے امام
 زمان سے (جو کہ حجت خدا ہے) خالی رہ جائے تو برباد ہو جائے گی۔

3: امام زمانہ کی غیبت ظاہری کی ذمہ دار ہم خود ہیں

اگر آج امت محمدی اس الھی رہبر کے حضور کے فیض سے محروم ہیں تو اسکے ذمہ دار امام نہیں بلکہ خود عوام ہیں
 جو آپ کی رہبری قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور مخالفت پر کمر بستہ ہیں جیسا کہ آپ کے آباء و اجداد طاہرین کی
 اطاعت کے بجائے مخالفت کی گئی اگر لوگ اطاعت پر آمادہ ہوتے تو امام ظاہر ہی رہتے چنانچہ اس بارے میں خود
 امام زمانہ فرماتے ہیں وَ لَوْ أَنَّ أَشْيَاعَنَا وَفَقَهُمُ اللَّهُ لِبَطَاعَتِهِ عَلَى اجْتِمَاعٍ مِنَ
 الْقُلُوبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ لَمَا تَأَخَّرَ عَنْهُمْ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا وَ لَتَعَجَّلَتْ
 لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلَى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَ صِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا فَمَا يَحْبِسُنَا
 عَنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرَهُهُ وَ لَا نُؤْتِرُهُ مِنْهُمْ⁽⁴⁾

(1) :- ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمۃ، 2 جلد، اسلامیہ - تہران، چاپ: دوم، 1395 ق.

- (2) :- ابن بابويه، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمه، 2 جلد، اسلامیه - تهران، چاپ: دوم، 1395ق.
- (3) :- ابن بابويه، محمد بن علی، کمال الدین و تمام النعمه، 2 جلد، اسلامیه - تهران، چاپ: دوم، 1395ق.
- (4) :- الاحتجاج علی اهل اللجاج (للطبرسی) ج 1/2، ص 499/479

لہذا اگر لوگ اس عظیم نعمت سے بہرہ مند نہ ہوں اور آفتاب بدایت کی شعاعوں کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں تو اسے امام کے وجود پر اعتراض نہیں ہو سکتا جیسا کہ اگر لوگ دوسری نعمتوں سے استفادہ نہ کریں اور ان نعمتوں کے فوائد ہی ظاہر نہ ہونے دیں یا اسے غلط استعمال کریں تو اس رویہ کے باعث ان نعمتوں کی خلقت پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ انھیں کیوں خلق کیا گیا؟

کسی کو یہ حق نہیں ملتا کہ یہ کہے کہ جب لوگ ان نعمتوں سے درست استفادہ نہیں کر رہے تو ان نعمتوں کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے بلکہ لوگوں کی توبیح کرنا چاہے کہ کیوں ان نعمتوں سے صحیح استفادہ نہیں کر رہے اور ان میں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہے تاکہ ان نعمتوں سے برپور استفادہ کر سکے۔

سوال نمبر 11: بعض روایات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو عصر غیبت میں خورشید پنهان سے تشبیہ دی ہے اس تشبیہ کے کیا راز ہو سکتے ہیں؟

جواب: یہ حدیث شریف کو خود پیغمبر اکرم (ص) اور امام زمانہ دونوں سے نقل ہوا ہے آپ فرماتے ہیں: ، و اِنِّیْ اُخْرِجُ حَیْنَ اُخْرِجُ و لَا یَبِیْعَةُ لِأَحَدٍ مِنَ الطَّوَاغِیْتِ فِی عُنُقِیْ ، و اَمَّا وَجْهَ الْاِنْتِفَاعِ بِیْ فِیْ غِیْبَتِیْ فَكَالِاِنْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ اِذَا غِیْبَهَا عَنِ الْاَبْصَارِ السَّحَابِ ، یَقِیْنًا اَسْ حَدِیْثِ شَرِیْفِ مِیْلِ بَہْتِ سَ نَكَاتِ پَاے جَاتَے ہِیْنَ۔ لیکن ہم یہاں ان نکات میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱: جس طرح سورج نظام شمسی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور دوسرے تمام سیارے اسی کے گرد حرکت کرتے ہیں، سورج اگرچہ دیکھنے میں بادلوں کی پچھے چھپا ہوتا ہے لیکن کائنات کا ہر جن بندہ اس کے وجود سے مستفید ہوتا رہتا ہے اگر فرضاً سورج ایک لمحظے کے لیے صفحہ ہستی سے ناپدید ہو جائے تو تمام جاندار مخلوق منجمد ہو کر بے

جان ہو جاے۔ اسی طرح امام عصر کا وجود گرامی بھی کائنات کے نظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ دعا
عدلیہ میں ہم پڑتے ہیں

: بقاء بقیت الدینا و بیمنه رزق الوری و بوجوده ثبت الارض و السماء (1) اسی ہستی کے وجود سے دنیا باقی ہے اور اسی کی برکت سے کائنات کے ہر موجود کو روزی ملتی ہے اور اسی کے وجود کی خاطر زمین اور آسمان مستحکم باقی ہیں۔

2 سورج ایک لمحہ کے لیے بھی نور افشانی سے دریغ نہیں کرتا اور ہر چیز سورج سے جتنا رابطہ رکھتی ہے سورج کے نور سے اسی قدر فیضیاب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت ولی عصر کا وجود بھی تمام ماڈی اور معنوی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے واسطہ ہے۔ کمالات کے اس سرچشمہ سے جس شخص کا جتنا رابطہ استوار ہے وہ اتنا ہی اس سے فیضیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ شیخ مفید کے ایک خط میں اس طرح خطاب فرماتے ہیں: **إنا غیر مہملین لمراعاتکم، و لا ناسین لذکرکم، و لو لا ذلک لنزل بکم اللأواء و اصطلمکم الأعداء** (2)۔ ہم نے ہر گز تم کو اپنے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور ہر گز تمہیں نہیں بھولے۔ اگر ہماری توجہ نہ ہوتی تو تم پر بہت سی سختیاں اور بلائیں نازل ہوتیں اور دشمن تم کو نیست و نابود کر دیتے۔

سوال نمبر 12: یہ کسے ممکن ہے کہ ایک انسان ہزار سال سے زیادہ زندہ رہے؟

جواب: حضرت حجت کی زندگی سے مربوط بحثوں میں سے ایک بحث آپ کی طولانی عمر کے بارے میں ہے بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے ایک انسان ہزار سال سے زیادہ زندگی کرے جبکہ عام طور انسان کی عمر 80 سے 150 سال کی ہوتی ہے؟ اور اس شبہ کی وجہ بھی انسان کی متوسط عمر 70 سے 100 سال کے درمیان ہونا ہے۔ ورنہ عقلی اور سائنسی اعتبار سے انسان کس عمر کے طولانی ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے طول عمر کے لیے کی جانے والی انسانی کوششیں نتیجہ خیز ہیں اور اس میں کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔

(1)۔: مفتاح الجنان، دعای عدلیہ

(2) :- مفید، محمد بن محمد، 1 جلد، ص 8- تم، چاپ: اول، 1413 ق

اور دنیا کے سائنسداں حضرات آج تک انسان کی طبعی عمر کے لئے کوئی حتمی سرحد معین نہیں کر سکے ہیں (1) خاص طور پر ایک مسلمان فرد جو قرآنی حقائق پر عقیدہ رکھتا ہے اسے کے لیے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ قرآن مجید نے طولانی عمر کے مالک افراد کے ایسے نمونے بیان کیے ہیں جو سیکڑوں سال سے اب بھی زندہ ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں ارشاد باری ہوتا ہے **وَ مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا* بَل رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَ**

كَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا* (2) اور انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا اور

بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نہ صرف حضرت عیسیٰ بلکہ جناب خضر؛ جناب الیاس؛ جناب ادریس سب اب بھی زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ آخری زمانہ میں امام عصر کے ظہور کے بعد زمین پر تشریف لائیں گے اور حضرت ولی عصر کی اقتداء میں سمازدا کریں گے انکی نصرت کریں گے۔ لہذا ابو خاتم سبستانی اپنی کتاب (المعمرون) میں مستند تاریخی حوالے سے سینکڑوں افراد کو ان کے عمر کے ساتھ بیاں کیے ہیں ان میں سے حضرت ادم کی 912 سال؛ حضرت نوح کی 2500 سال؛ بیاں کیے ہیں۔ لیکن حضرت حجت کی طولانی عمر کے متعلق ہم سینکڑوں احادیث رکھنے کے ساتھ ہمارا عقیدہ ہے جسے ہم فلسفہ غیبت کے موضوع میں بیان کر چکے ہیں کہ انکی غیبت عمر میں طولانی قدرت خدا اور ارادہ خاص پروردگار سے انجام پایا ہے اور قدرت خدا لا محدود ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ پروردگار عالم جب ارادہ کرے تو کسی کو قیامت تک زندہ رکھ سکتا ہے جیسا کہ شیطان ہزاروں سال سے اب بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا خود پروردگار عالم قرآن مجید میں حضرت یونس کے متعلق بیان فرماتا ہے: **فَلَوْ لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ**

الْمُسَبِّحِينَ* لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ* (3) اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ

ہوتے، 144۔ تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہ جاتے

(1)۔ اس بارے میں مزید معلومات کے لئے مراجعہ کریں نوید امن وامان ص 261

(2)۔ نساء: 175

(3) :- صافات: 144 (اور خوشی کی بات یہ ہے آج مڈگاسکر کے ساحلی علاقے میں 400 ملین سال کی ایک مچھلی ملی ہے۔ (روزنامہ
کیہان ش 4413؛ 22؛ 1343؛ 22؛ 4413 ہق نقل از محور کائنات ص 112)

سوال نمبر 13: غیبت کبریٰ کی دور میں جب حجت خدا غیب کی پردے میں ہیں تو ہماری کیا کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

جواب: اس موضوع کے متعلق قرآنی آیات اور روایات سے بخوبی یہ واضح ہوتا ہے کہ عصر غیبت میں لوگوں کے گردن پر بہت ہی سنگین اور بڑی ذمہ داری ہے اور جب تک ان ذمہ داریوں اور وظائف پر عمل نہ کریں حقیقی اور سچے مسلمان شمار نہیں ہوتا لہذا واقعی اور سچے مسلمان بننے کے لیے ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح جاننا اور اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

ہم یہاں چند اہم ذمہ داریوں کو اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تاکہ تشنہ معرفت حضرات کے لیے ان وظائف اور ذمہ داریوں کو جاننے میں آسانی ہو جائے

1: امام حجة کی معرفت اور شناخت:

ایک مؤمن مسلمان جو امام کے وجود کو ضروری سمجھتا ہے اسکی سب اہم ذمہ داری اور پہلا وظیفہ ہر دور کے امام کی معرفت اور انکی شناخت ہے، چونکہ فریقین کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے امام زمانہ کی معرفت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے لہذا ہر مسلم فرد کی شرعی اور عقلی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل کر لے چنانچہ اس بارے پیغمبر اکرم سے مشہور اور متواتر حدیث ہے جسے شیعہ سنی سب نے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاہلیة⁽¹⁾ جو شخص اپنے امام زمانہ کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرا ہے یعنی جب تک امام زمانہ کو نہ پہچانے کہ وہ کون ہیں وہ شخص حقیقی مسلمان نہیں ہے اور وہ ایمان کی دائرے میں نہیں مرتا۔

(1)۔۔ تفتازانی: شرح مقاصد: ج 2 ص 275۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کے روشنی میں تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس ہستی کے آمد کے ہم سب منتظر ہیں وہ ایسی شخصیت ہیں جن کو پروردگار عالم نے اسی دن کے لیے ذخیرہ کیا ہے، اس روئے زمین پر امام زمانہ اور حجت خدا ہونگے اور انکی بابرکت وجود کے ذریعے سے مقصد بعثت انبیاء کامل اور خلقت کا نتیجہ حاصل ہوگا لیکن خصوصیت کے ساتھ مکتب تشییح کے نزدیک وہ ذات ابھی بھی ہمارے درمیان زندگی کر رہی ہے اگرچہ الہی مصلحت کی بنا پر انکی شخصیت کی زیارت سے ہم سب محروم ہیں، آپ پردہ غیب سے ہماری مسلسل سرپرستی کر رہے ہیں، انہیں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو رزق فراہم کرتا ہے اور زمین و آسمان اپنی جگہ ثابت و برقرار ہیں آپ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ فیض ہیں تمام انبیاء و اوصیاء کے علوم اور اوصاف حمیدہ کے وارث ہیں اور آپ ہی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کی ارادہ و اجازت سے نفوس پر تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور حق و حقیقت کی طرف ہدایت کرتی ہے۔

اگر آج مسلم سوسائٹی معیشتی، اجتماعی اور ثقافتی لحاظ سے اضطراب، تنزل اور خفقان کا شکار ہے، تو یہ سب آنحضرتؐ سے غفلت، بے توجہی اور انکی معرفت حاصل کرنے میں کوتاہی کے وجہ سے ہے، اور فطری طور پر جب انسان کسی موضوع کو کما حقہ نہ پہچانتا ہو اس کے بارے میں وہ اپنے وظیفے کو دلی لگاؤ سے انجام نہیں دے سکتا لہذا ایک حقیقی منتظر کی ظہور سے پہلے سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری حضرت حجت امام منتظر کی معرفت اور شناخت ہے اور یہی سعادت و نجات کا باعث اور اسے دوری دنیوی نقصان اور خسران ابدی کا باعث ہے لہذا صادق آل محمد فرماتے ہیں: **يَقُولُ اعْرِفِ الْعَلَامَةَ فَإِذَا عَرَفْتَهُ لَمْ يَضُرْكْ تَقَدَّمَ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ عَرَفَ إِمَامَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِي فُسْطَاطِ الْمُنْتَظَرِ** ع⁽¹⁾ تم اپنے امام کو پہچانیں جسکے تم منتظر ہے کیونکہ جب تم انکو پہچانیں گے تو پھر وہ ظہور کرے یا نہ کرے تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا یعنی تم نے اپنے ذمہ داری انجام دیا اور حقیقی منتظرین میں سے ہو گے

(1) -: مجلسی : مرآة العقول : ج ۴ ص ۱۸۶ — اور اصول الکافی : ج ۱ ص ۳۷۲ -

اب انکے ظہور سے پہلے اگر تم اس دنیا فوت کر جائے تو یہی معرفت تمہاری نجات اور سعادت کا باعث بنے گی تو پھر تمہارے لیے کیا نقصان کہ وہ ظہور کرے یا نہ کرے، لیکن یہ اس کے لیے نقصان ہے جو اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہے۔

اسی طرح فضیل بن یسار نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے: يَقُولُ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٍ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ لَمْ يَضُرَّهُ تَقَدَّمَ هَذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ الْقَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ ⁽¹⁾ ”آپ فرماتے ہیں جو شخص اس حالت میں مرے جبکہ وہ اپنے امام کو نہیں پہچانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا ہے، اور وہ شخص جو اس دنیا سے چلے جائے جبکہ وہ اپنے امام زمانہ کی صحیح معرفت رکھتا ہو تو امام زمانہ کے ظہور میں تاخیر اسے نقصان نہیں دے گا، اور جو شخص مر جائے جبکہ اپنے امام کی معرفت کے ساتھ مرے تو گویا وہ اپنے امام کے ہمراہ جہاد میں انکے خیمے میں ہے۔“

اسی طرح کسی اور حدیث میں جناب شیخ صدوق نقل فرماتے ہیں: وَلَا يَكُونُ الْإِيمَانُ صَحِيحاً إِلَّا مِنْ بَعْدِ عِلْمِهِ بِحَالٍ مِنْ يُؤْمِنُ بِهِ، كَمَا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ”إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ“ ⁽²⁾ ”فلم يوجب لهم صحة ما يشهدون به إلا من بعد علمهم ثم كذلك لن ينفع إيمان من آمن بالمهدي القائم عليه السلام حتى يكون عارفاً بشأنه في حال غيبته“ ⁽³⁾ ”کسی مؤمن کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک جس چیز پر ایمان رکھتا ہے اس کے بارے میں پوری شناخت نہیں رکھتا ہوں“ جس طرح خداوند متعال کا ارشاد ہے الا من شهد بالحق وهم يعلمون مگر ان افراد کے جو علم و شناخت کے ساتھ حق کی گواہی دیں پس

حق پر گواہی دینے والوں کی گواہی قبول نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ علم رکھتا ہو۔ اسی طرح مہدی قائم عجل اللہ پر ایمان رکھنے والوں کا ایمان انھیں فائدہ نہیں دے گا

(1)۔۔ کلینی: اصول الکافی: ج ۱ ص ۳۷۲

(2)۔۔ زخرف: ۸۶۔

(3)۔۔ صدوق: کمال الدین اتمام النعمۃ: ج 1 ص 19

(یعنی انکے ظہور اور قیام پر اجمالی ایمان اور انکے ظہور کا انتظار انہیں فائدہ نہیں دے گا) مگر انکی غیبت کے دوران انکے متعلق اور انکی شان و منزلت کے بارے میں صحیح معرفت رکھتا ہو۔

اور امام زمانہ کی معرفت کے لیے بعض چیزوں کو جاننا ضروری ہے ان میں سے بعض اہم موارد یہاں ذکر کرتے ہیں کہ ان امور کو جانے بغیر کسی امام کی معرفت کامل اور مفید واقع نہیں ہو سکتی

۱: آپ کائنات کی پہلی مخلوق ہیں

صحیح روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ اور رسول اکرم (ص) اور دیگر بارہ معصومین کے پاکیزہ انوار کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام مخلوقات سے پہلے خلق فرمایا ہے چنانچہ نبی اکرم (ص) اس بارے آنحضرت میں فرماتا ہے

لما اسرى بي الى السماء⁽¹⁾ جس رات مجھے آسمان کی سیر لے جایا گیا تو عرش پر

میری نظر پڑی کہ وہاں لکھا ہوا تھا “لا إله الا الله محمد رسول الله أيدہ بعلی....”

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اسکے رسول ہیں اور علی کے زریعے ہم نے انکی تائید کی ہے، اور میں نے عرش پر علی و فاطمہ اور باقی گیارہ معصومین کے مقدس انوار کو دیکھا جنکے درمیان حضرت حجت کا نور کو کب درسی کی مانند درختان اور چمک رہا تھا میں نے عرض کیا پروردگار یہ کس کا نور ہے، اور وہ کن کے انوار ہیں؟ آواز آئی یہ تیرے فرزند ان ائمہ معصومین کے انوار ہیں اور یہ نور حجت خدا کا نور ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(1) :- سید ہاشم بحرینی: مدینۃ المعاجز ص ۱۵۳۔

اسی طرح امیر المومنین فرماتے ہیں رسول خدا (ص) نے مجھ سے فرمایا: لما عرج بی الی السماء..... فقلت یا رب و من أوصیائی فنودیت یا محمد أن أوصیاءك المكتوبون علی ساق العرش فنظرت و أنا بین یدی ربی الی ساق العرش فرأیت اثنی عشر نورا فی کل نور سطر أخضر مكتوب علیه اسم کل وصی من أوصیائی أولهم علی بن أبی طالب و آخرهم مهدی أمتی (1) ”جب مجھے آسمان کی سیر پر لے جایا گیا..... تو میں نے عرض کیا پروردگار! کون ہیں میرے اوصیا، ندا آئی یا محمد (ص) تمہارے اوصیا کے نام ساق عرش پر لکھے گئے ہے میں نے عرش کی طرف نظر کی تو گیارہ انوار ایسے دیکھا ہر نور میں ایک سبز لکیر ہے جس پر میرے ہر ایک وصی کے اسم گرامی لکھا گیا ہے سب سے پہلے علی ابن ابی طالب کا اسم گرامی اور آخر میں میری امت کا مہدی کا نام تھا۔

ب: آپ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ فیض ہیں

بعض روایات کے روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ امام زمانہ واسطہ فیض و برکت ہیں۔ جناب شیخ مفید ابن عباس کے واسطے رسول خدا (ص) سے نقل کرتے ہیں: قال رسول الله ص ذکر الله عز و جل عبادة و ذکرى عبادة و ذکر علی عبادة و ذکر الأئمة من ولده عبادة و الذی بعثنی بالنبوة و جعلنی خیر البریة إن وصیى لأفضل الأوصیاء و إنه لحجة الله علی عباده و خلیفته علی خلقه و من ولده الأئمة الهداة بعدی بهم یحبس الله العذاب عن أهل الأرض و بهم یمسك السماء أن تقع علی

الأرض إلا بإذنه و بهم يمسهك الجبال أن تميد بهم و بهم يسقى خلقه
الغيث و بهم يخرج النبات أولئك أولياء الله حقا و خلفائى صدقا عدتهم
عدة الشهور و هى اثنا عشر شهرا.....⁽²⁾

(1) :- صدوق: كمال الدين ج: 1 ص: 25٦

(2) :- شيخ مفيد: الاختصاص ص: 22٣

آنحضرت (ص) نے فرمایا: اللہ کا ذکر اور میرا ذکر عبادت ہے، اور علیؑ کا ذکر اور انکے فرزند انامہ کا ذکر بھی عبادت ہے، قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا ہے۔..... اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ اور انکے فرزند انامہ ہدائے ہو گئے انھیں کے واسطے ض اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب کو ٹال دے گا اور انھیں کی برکت سے آسمان ٹوٹ کر زمین پر آنے سے بچالے گا، اور انھیں کی خاطر پہاڑوں کو بکھر جانے نہیں دے گا اور انھیں کے طفیل سے اپنی مخلوقات کو باران رحمت سے سیراب کرے گا اور زمین سے سبزہ نکالے گا، وہی لوگ ہیں جو اللہ کے حقیقی دوست اور جانشین ہیں..... نیز امام علی ابن حسین فرماتے ہیں: وَ بِنَا يُمَسِّكُ

الْأَرْضَ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا وَ بِنَا يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ تُنَشِّرُ الرَّحْمَةَ وَ تَخْرِجُ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ وَ لَوْ لَا مَا فِي الْأَرْضِ مِنَّا لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا⁽¹⁾ ہمارے ذریعہ سے زمین اپنی اہل کے ہمراہ پابرجا ہے اور ہمارے ذریعہ سے آسمان بارش برساتا ہے اور اسکی رحمتیں پھیل جاتی ہیں اور زمین سے برکات نکل آتی ہیں اسی طرح دعاے عدلیہ کا فقرہ ہے جس میں آیا ہے: “ثم الحجة الخلف القائم

المنتظر المهدى المرجى..... ببقائه بقيت الدنيا وبيمينه رزق الورى وبوجوده ثبتت الأرض والسماء وبه يملاء الله الأرض قسطاً وعدلاً بعد ما ملئت ظلماً وجوراً” میں گواہی دیتا ہوں انکے فرزند حجت خدا و جانشین و امام؛ قائم منتظر مہدی عجل اللہ فرجہ جن کے ساتھ عالم کی امید وابستہ ہے انکے وجود سے دنیا باقی ہے اور انکی برکت سے مخلوق روزی پارہی ہے، اور انکے وجود سے زمین و آسمان قائم ہیں اور انھیں کے ذریعے خدا زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی

پس ان روایات کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں امام زمانہ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ فیض ہیں اور انکے واسطے سے زمین و آسمان اپنی جگہ ثابت اور حرکت میں ہیں اور انکے واسطے سے تمام مخلوقات تک رزق پہنچتی ہے۔

(1) :- كمال الدين وتمام النعمة/ج1/207/21 ص: 201

ج: آپؑ کی معرفت کے بغیر خدا کی معرفت کامل نہیں ہے

امام حسین سے خدا کی معرفت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت نے فرمایا: ”معرفة اهل كل زمان امامهم الذی يجب طاعته“⁽¹⁾ ہر زمانہ میں لوگوں کے اپنے امام کی معرفت مراد ہے جنکی اطاعت کو لوگوں پر واجب کیا ہے۔ اسی طرح امام محمد باقر نے فرمایا: ”انما يعرف الله عزوجل ويعبده من عرف الله وعرف امامه من اهل البيت“؛ صرف وہ شخص خدا کی معرفت حاصل کر سکتا ہے اور اسکی عبادت کر سکتا ہے جس نے اللہ اور ہم اہل بیتؑ میں سے اپنے امام کو پہچان لیا ہو یا اہل بیت اطہارؑ کی امامت کا انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے (یعنی خدا کے انکار) اگرچہ وہ شخص کلمہ گو ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ چھٹے امام سے روایت ہے آپ فرماتے: ”من عرفنا كان مومنا ومن انكرنا كان كافرا“⁽²⁾ جس نے ہماری معرفت حاصل کر لی وہ مومن ہے اور جس نے ہمارا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اسی طرح بعض روایت میں آیا ہے کہ امام خدا اور مخلوقات کے درمیان پرچم ہدایت ہے لہذا انکی معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

د: آپ تمام انبیاء کے کمالات کا مظہر ہیں

متعدد روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی شخصیت جامع ترین شخصیت ہے اور آپ میں تمام انبیاء کے کمالات پائے جاتے ہیں جس طرح آپ کے آبا و اجداد کی ذوات مقدسہ تمام گذشتہ انبیاء کے کمالات کی حامل تھی سلمان فارسی نے آنحضرت (ص) سے روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں:

(1)۔۔ مجلسی: بحار انوار، ج ۸۳، ص ۲۲۔

(2)۔۔ کلینی: کافی، ج 1، 181۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ عَدَدَ شُهُورِ
 الْحَوْلِ وَ مِنَّا مَهْدِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهُ هَيْبَةُ مُوسَى وَ بَهَاءُ عِيسَى وَ حُكْمُ دَاوُدَ
 وَ صَبْرُ أَيُّوبَ. (1) میرے بعد بارہ امام سال کے بارہ مہینوں کے برابر امام ہونگے اور اس امت کا مہدی بھی
 ہم سے ہی ہوگا جس میں موسیٰ کی ہیبت، عیسیٰ کی عزت و بہاء، داود کی قضاوت، اور ایوب کا صبر سب موجود ہوگا
 اسی طرح چھٹے امام فرماتے ہیں: إِنَّ قَائِمَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِذَا قَامَ لِبَسِ
 ثِيَابِ عَلِيِّ وَسَارَ بِسِيرَةِ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (2) ہمارے قائم جب قیام کریں گے تو اپنے جد علی
 علیہ السلام کے لباس زیب تن کریں گے اور انکی سیرت پر چلیں گے
 کسی اور روایت میں امام رضا (ص) انکی مثالی شخصیت کے بارے میں فرماتے ہیں: لِلْإِمَامِ عَلَمَاتُ
 يَكُونُ أَعْلَمُ النَّاسِ وَ أَحْكَمُ النَّاسِ وَ أَتْقَى النَّاسِ وَ أَشْجَعُ النَّاسِ وَ أَسْخَى
 النَّاسِ وَ أَعْبَدُ النَّاسِ (3) "حضرت ولی عصر لوگوں میں سب سے زیادہ دانا، حلیم، بردبار
 اور پرہیزگار ہونگے وہ تمام انسانوں سے زیادہ بخشش کرنے والا؛ عابد اور عبادت گزار ہونگے...."

ھ: آپ تمام انبیاء اور ائمہ کی امیدوں کو زندہ کریں گے

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر واضح طور پر بیان کیا ہے کہ پروردگار عالم نے تمام انبیاء کو دو بنیادی مقصد کے
 خاطر بھیجے، ایک شرک و بت پرستی کو صفحہ ہستی سے مٹا کر توحید و یکتا پرستی کو رائج دینے اور دوسرا یہ کہ سماج سے
 ظلم و ترہریت کی ریشہ کنی کر کے اسکی جگہ عدل و پاکدامنی کو رواج دینا تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اب تک روئے زمین
 پر یہ مقصد تحقق نہیں پایا ہے

- (2) :- صافی گلپائی گانی: منتخب الاثر فصل ۱ ص ۲۶ - علی بن محمد خزائنمی: کفایۃ الاثر ص: 4
- (3) :- مجلسی: مرآة العقول ج ۴ ص ۳۶۸ -

جبکہ تمام علماء، دانشور حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ تمام انبیاء کے بعثت کا مقصد اور ہدف حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفداء کے مبارک ہاتھوں سے ان کے آفاقی قیام کے سائے میں تحقق پائے گا، اور انہیں کے ذریعے کفر و شرک کا ریشہ خشک ہو جائے گا، اور ظلم، بربریت کے اس تاریک دور کا خاتمہ ہو کر عدل و توحید کا سنہری دور پورے زمین پر غالب آئے گا۔ چنانچہ سورہ توبہ کے ۳۲ اور ۳۳ آیات کے ذیل میں تمام شیعہ مفسرین نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ آیت مبارکہ یہ ہے: **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ يَأْبَىٰ اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھادیں حالانکہ خدا اس کے علاوہ کچھ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ اپنے نور کو تمام کر دے چاہیے کافروں کو یہ کتنا ہی بُرا کیوں نہ لگے۔ **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَىٰ الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ** خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول (ص) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہیے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

ان قرآنی آیات اور روایات کی روشنی میں آپ کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، کہ آپ کی شخصیت تنہا وہ ذات ہیں جو انبیاء و ائمہ کی کوششوں کو نتیجہ خیز بنائیں گی اور تمام آسمانی رہبروں کی اُمیدوں کو تحقق بخشیں گے اسی طرح پیغمبر اعظم (ص) ان کے وجود اقدس کی برکت سے مؤمنین کے تشفی قلوب اور دلی تمناؤں کے (جو کہ حقیقت میں تمام انبیاء اور ائمہ علیہ السلام کی بھی دلی آرزو تھی) پورا ہونے و آپ کے علمی مقام و آپ کے آنحضرت (ص) کے ساتھ نسبت اور آپ سے دشمنی رکھنے والوں اور تکلیف پہنچانے والوں کی سوء عاقبت بیان کو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **قال رسول الله ص الأئمة بعدى اثنا عشر ثم قال كلهم من قريش ثم يخرج قائمنا فيشفي صدور قوم مؤمنين إلا أنهم أعلم منكم فلا تعلموهم**

ألا إنهم عترتي من لحمي و دمي ما بال أقوام يؤذوني فيهم لا أناهم الله

شفاعتي (1)

(1) :- محقق طبرسي: الاحتجاج ج: 2: ص: 437

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے بعد بارہ امام ہونگے؛ پھر فرمایا سب کے سب قریش سے ہونگے پھر ہمارے قائم ظہور کریں گے جسے مؤمنین کے دلوں کو تشفی ملے گی؛ لیکن یاد رکھنا وہ (یعنی بارہ امام) تم سے بہتر اور زیادہ علم رکھتے ہیں؛ کبھی انھیں سمجھانے کی کوشش نہ کرنا! خبردار! وہ لوگ میری عترت؛ میرے گوشت اور خون سے ہیں کیا حال گا ان قوموں کا جو مجھے اذیت دے ان کے حق میں خدا انھیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

اسی لیے روایت میں آیا ہے کی انکی معرفت اور اطاعت رسول اللہ (ص) کی اطاعت اور معرفت ہے اور انکے ظہور کا انکار نبی اکرم (ص) کی رسالت کے انکار کرنے کا برابر ہے اگرچہ وہ شخص مسلمان ہونے کی بنا پر انکی نبوت کا اعتراف ہی کیوں نہ کرے، چنانچہ آپ (ص) فرماتے ہیں: قال رسول الله ص القائم من

ولدی اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی و شمائلہ شمائلی و سنتہ سنتی یقیم الناس علی ملتی و شریعتی یدعوہم إلی کتاب اللہ ربی من أطاعہ أطاعنی و من عصاہ عصانی و من أنکر غیبہ فقد أنکرنی و من کذبہ فقد کذبنی و

من صدقہ فقد صدقنی إلی اللہ أشکو المکذبین لی فی أمرہ و الجاحدین لقولی فی شأنہ و المضلین لأمتی عن طریقته و سيعلم الذين ظلموا أيَّ

مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ : (1) قائم میرا فرزند ہے انکا نام میرے نام پر انکی کنیت میری کنیت پر انکے شکل و شمائل

میری شکل و شمائل جیسی ہوں گی اور انکی سنت میری سنت پر ہوگی لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر پلٹا دیں گے انھیں میرے پروردگار کی کتاب کی طرف دعوت دیں گے جو انکی اطاعت کرے اس نے میری اطاعت کی ہے اور جو انکی نافرمانی کرے اس نے میری نافرمانی کی ہے، اور جو انکی غیبت کا انکار کرے اس نے مجھے انکار کیا ہے اور جو انھیں جھٹلائے اس نے مجھے جھٹلایا ہے اور جس نے انکی امامت اور غیبت کی تصدیق کرے اس نے میری رسالت کی تصدیق کی ہے....

(1) :- على بن محمد خزاز: كفاية الاثر ص: 45

اس جیسے بہت سارے روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی معرفت اور اطاعت نہ صرف رسالت مآب (ص) کی معرفت اور اطاعت ہے اور انکا انکار نہ صرف آنحضرت (ص) کی رسالت کا انکار ہے بلکہ وعدہ الھی کا انکار ہے، مقصد خلقت بشریت جو کہ عبادت کاملہ کے پورے انسانی معاشرے میں وجود میں لانا ہے اس مقصد کا انکار ہے اور دوران غیبت میں ہمارا معاملہ دو مطلب سے خارج نہیں ہے یا یہ کہ ہم کلی طور پر امام زمانہ سے بے گانہ اور اجنبی ہو جائیں تو اس صورت میں کل قیامت کے دن میں ہمیں اپنی حسرت کی انگلی مہنہ میں لیتے یہ کہنا ہوگا (یا حسرتا! علی ما فرطنا فیہا) اے کاش ہم نے اس بارے میں کوتاہی نہ کیا ہوتا!، یا تھوڑی بہت معرفت اور آشنائی امام کی اپنی اندر پیدا کریں۔

اور امام زمانہ کی یہ معرفت جسے ہم نے مختصر انداز میں بیان کیا آپ کی شکل و صورت دیکھے بغیر بھی حاصل کی جاسکتی ہے، لہذا ایک مؤمن منتظر کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنے وقت کی امام اور حجت خدا کی معرفت اور پہچان ہے کہ جسکے وجود کے بغیر زمین ایک لمحہ بھی اپنی جگہ ثابت نہیں رہ سکتی ”لو خلت الأرض ساعة واحدة من حجة الله، لساخت بأهلها“⁽¹⁾ اور بھی بہت سی روایات ہر زمانے میں امام زمانہ کے موجود ہونے کی ضرورت پر دلالت کرتی ہیں

۲: امام مہدیؑ کی محبت

معرفت کا لازمہ محبت ہے یہ اس معنی میں کہ جب تک انسان کسی چیز کے بارے میں مکمل شناخت نہیں رکھتا اور اسکی خصوصیات کے بارے میں صحیح علم نہیں رکھتا اور اسکی عظمت و فضائل اسکے مقام و منزلت سے بے خبر ہو اس وقت اسکے ساتھ اپنے لگاؤ کا اظہار نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسکے اپنے دلی رابطہ اور علاقہ پیدا کر سکتا ہے لیکن اس کے برعکس انسان جس قدر کسی چیز کی عظمت، خصوصیات، فضائل اور حقیقت سے واقف ہو جائے تو خود بخود اسکی محبت اسکے دل میں آجاتی ہے، اور اسکی طرف توجہ بڑھتی چلی جاتی ہے

(1)۔۔ صدوق: کمال الدین ج: 2 ص: 411۔۔ اعلام الوری 425۔

اور دلی رابطہ روز بروز اور دن بہ دن بڑھتا اور مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا اور رسول (ص) اور ائمہ اطہار کی محبت وہ شمع ہے جو انسان کے تاریک دلوں کو پاک و منور کر دیتا ہے، اور انسانوں کو گناہوں؛ برائیوں سے نجات دیتا ہے کیونکہ معرفت محبت کاستوں ہے اور محبت گناہوں سے بچنے کا عظیم ذریعہ اور تہذیب و تزکیہ نفس کی شاہراہ ہے لہذا آیات معصومین میں زمانہ غیبت کے دوران امام عصر ارواحنا لہ الفداء کی محبت پر خاص توجہ دینے پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے چنانچہ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں: ”خداوند متعال نے شب معراج مجھ پر وحی کیا: اے محمد! زمین پر کس کو اپنی امت پر اپنا جانشین بنانے آیا ہے؟ جبکہ خالق کائنات خود بہتر جانتے تھے، میں نے کہا پروردگار اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کو..... اچانک میں نے علی ابی طالب..... اور حجت قائم کو ایک درخشان ستارے کی مانند انکے درمیان دیکھا عرض کیا پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ تمہارے بعد ائمہ ہیں اور یہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کر دے گا اور میری دشمنوں سے انتقام لے گا۔ اے محمد! اسے دوستی کرو کیونکہ میں انکو اور ان سے دوستی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہوں

پس اگرچہ تمام معصومین کی محبت واجب ہے لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجت کی محبت خاص اہمیت اور خصوصیت کے حامل ہے اسلئے آٹھویں امام اپنے آباء و اجداد کے واسطے امام علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: قال لی أخی رسول اللہ..... ومن أحبّ ان یلقى اللہ وقد کمل ایمانہ وحسی اسلامہ فلیتولّ الحجة صاحب الزمان المنتظر .. (1) ”مجھ میرے بھائی رسول خدا (ص) نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے مکمل ایمان اور نیک اسلام کے ساتھ ملاقات کا خواہاں ہے تو اسے چاہے کہ حضرت حجت صاحب الزمان کی ولایت کے پرچم تلے آجائے اور انھیں دوست رکھے لہذا منتظرین کی دوسری سب سے بڑی ذمہ داری امام عصر ارواحنا لہ الفداء کی محبت کو اپنے اندر بڑھانا ہے اور ہمیشہ انکی طرف متوجہ رہنا ہے، اور اسکے لیے مختلف ذریعے بیاں ہوئے ہیں، ہم یہاں پر چند اہم موارد احادیث معصومین کی روشنی میں بیاں کرتے ہیں۔

(1) :- كافی : ج 1 ، ص 179 اور الغیبیہ ، نعمانی ص 141 اور كفاية الاثر ص 162 -

الف: امام مہدیؑ کی اطاعت اور تجدید بیعت

امام زمانہ ہ کی محبت کے من جملہ مظاہر اور اثار میں سے ایک؛ حضرتؑ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا اور انکی بیعت کی ہمیشہ تجدید کرنا ہے، اور یہ جاننا چاہیے کہ امام اور رہبر اسکے ہر چھوٹے بڑے کاموں سے مطلع اور اسکے رفتار و گفتار کو دیکھتے ہیں، اسکے اچھے اور نیک کاموں کو دیکھ کر انکے دل میں سرور آجاتا ہے جبکہ اسکے برے اور ناشائستہ کاموں کو دیکھ کر انکو دکھ ہوتا ہے، اور دل غم و غصے سے بھر جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انکی رضا خدا اور رسول (ص) کی رضا ہے اور انکی کسی پر ناراضگی خدا اور رسول (ص) کی ناراضگی ہے، اور میرا ہر نیک عمل ہر اچھی گفتار اور ہر مثبت قدم اطاعت کی راہ میں روز موعود کو نزدیک کرنے میں موثر ثابت ہوگا، اسی طرح میرا اخلاص، دین و مذہب اور اہل ایمان کی نسبت میرا احساس مسؤلیت؛ انکے ظہور میں تعجیل کا سبب بنے گا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ امام زمانہؑ کی اطاعت صرف اور صرف پیغمبر اکرم (ص) کی اطاعت اور انکے لائے ہوئے دین کی مکمل پیروی سے حاصل ہوتا ہے، اور جب تک عملی میدان میں اطاعت نہ ہو محبت و مودت معنی ہی نہیں رکھتا یا اگر اجمالی محبت دل میں ہو تو اسے آخری دم تک اطاعت کے بغیر محفوظ رکھنا بہت ہی دور کی بات ہے چنانچہ عربی ضرب المثل مشہور ہے (وانت عاصیؑ) ^۱ اِنَّ الْمَحَبَّ لَمَنْ يَحِبُّ مَطِيْعٌ یہ ساری نافرمانی اور سرپیچیدگی کے ساتھ تم کس طرح اپنی محبت کا اظہار کرتے ہو جبکہ جو جسے محبت کرتا ہے ہمیشہ اسی کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

اسیلے صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں: مَنْ سُرَّ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ الْقَائِمِ فَلْيَنْتَظِرْ
وَلْيَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ وَ هُوَ مُنْتَظَرٌ فَإِنْ مَاتَ وَ قَامَ الْقَائِمُ
بَعْدَهُ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهُ فَجِدُّوا وَ انْتَظِرُوا هَنِيئاً لَكُمْ
أَيُّهَا الْعِصَابَةُ الْمَرْحُومَةُ (۱)

(1) :- الصراط المستقيم ج: 2 ص: 149

جو شخص چاہتا ہے، کہ امام زمانہ کے اصحاب میں سے ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے اور نیک اخلاق اپنائے اسی طرح آپ سے ہی دعائے عہد کے یہ فقرات نقل ہوئے ہیں: ”اللہم انی اُجدد لہ فی صبیحۃ یوم ہذا و ما عشت فی ایامی ”خدا یا! میں تجدید (عہد) کرتا ہوں ہے، آج کے دن کی صبح اور جتنے دنوں میں زندہ رہوں اپنے عقد و بیعت کی جو میرے گردن میں ہے میں اس بیعت سے نہ پلٹوں گا اور ہمیشہ تک اس پر ثابت قدم ہوں گا، خدا یا مجھ کو ان کے اعوان و انصار اور ان سے دفاع کرنے والوں میں سے قرار دے.....

بلکہ متعدد روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اہل بیت اطہار کی نسبت جو عہد و پیمان اپنے ماننے والوں کی گردن پر لیا ہے، وہ چھارہ معصومین کی اطاعت حمایت اور ان سے محبت کا وعدہ ہے

چنانچہ خود امام زمانہ نے جناب شیخ مفید کو لکھے ہوئے نامے میں فرماتے ہیں: ” و لو أن أشیاعنا وفقہم اللہ لطاعته علی اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعہد علیہم لما تأخر عنہم الیمن بلقائنا و لتعجلت لہم السعادة بمشاہدتنا علی حق المعرفة و صدقہا منہم بنا فما یجسنا عنہم إلا ما یتصل بنا مما نکرہہ و لا نؤثرہ منہم و اللہ المستعان و هو حسبنا و نعم الوکیل و صلاتہ علی سیدنا البشیر النذیر محمد و آلہ الطاہرین و سلم ⁽¹⁾ ”اگر ہمارے شیعہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے، ایک دل اور متحد ہو کر ہمارے ساتھ باندھے گئے عہد و پیمان کو وفا کرتے تو ہمارے احسان اور ہماری ملاقات کا شرف و فیض ان سے ہرگز مؤخر نہ ہوتے: اور بہت جلد کامل معرفت اور سچی پہچان کے ساتھ ہمارے دیدار کی سعادت انکو نصیب ہوتی، اور ہمیں شیعوں سے صرف اور صرف انکے ایک گروہ کی کردار نے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کردار ہمیں پسند نہیں اور ہم ان سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتے تھے، پروردگار عالم ہمارا بہترین مددگار ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

(1) -: مجلسی بحار انوار، ج 52، ص 140-

پس حضرت حجت علیہ السلام کے اس کلام سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل بیت اطہار کے چاہنے والوں سے جس چیز کا عہد و پیمان لیا ہے، وہ انکی ولایت؛ اطاعت؛ حمایت اور محبت ہے۔

اور جو چیز امام زمانہ کی زیارت سے محروم ہونے اور انکے ظہور میں تاخیر کا سبب بنی ہے وہ انکے ماننے والوں کے آنجناب کی اطاعت اور حمایت کے لیے آمادہ نہ ہونا ہے، اور یہی اطاعت اور حمایت ظہور کے شرائط میں سے ایک اہم شرط ہے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر المومنین فرماتے ہیں: “إعلموا أنّ الأرض لا تخلو من حجة لله عزوجل ولكن الله سيعمى خلقه عنها بظلمهم وجورهم وإسرافهم على انفسهم⁽¹⁾ جان لوزمین ہر گز حجت خدا سے خالی نہیں ہو سکتی۔ لیکن عنقریب پروردگار عالم لوگوں کے ظلم و جور اور اپنے نفسوں پر اسراف کرنے کی وجہ سے انھیں انکی زیارت سے محروم کر دئے گا۔ پس ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منتظرین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری صاحب العصر والزمان کی اطاعت اور تجدید بیعت ہے اور یہی شرط ظہور اور محبت کی شاہراہ ہے کہ جسکے بغیر حقیقی اور کامل محبت حاصل نہیں ہوتی۔

ب: امام مہدی کی یاد

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے بلند مقام کی شناخت اور انکی موڈت و محبت کو اپنے دل میں پیدا کرنے اور اسے رشد دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ آنحضرت کو یاد کریں، اور انکی طرف متوجہ رہیں یعنی بہت زیادہ توجہ کرنا چاہیے اور یقینی طور پر یہ اثر رکھتا ہے، کیونکہ مسلم طور پر اگر کوئی اپنی روح ایک چیز کی طرف متوجہ رکھے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس چیز کے ساتھ رابطہ برقرار نہ ہو۔

(1)۔: طبرسی۔ الاحتاج ج: 2 ص: 499۔

اسی طرح اگر آپ نے امام زمانہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا تو خود یہ کثرت توجہ، روحی کشش ایجاد کر دیتی ہے البتہ استعداد اور ظرفیت کی حفاظت اور شرائط کے ساتھ توجہ اپنا اثر خود بخود چھوڑتا ہے اور روایات کے تاکید بھی اسی لحاظ سے ہے، کہ یہ توجہ اور یاد لامحالہ متوجہ اور متوجہ الیہ کے درمیان رابطہ پیدا کر دیتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ رابطہ شدت اختیار کر جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ موثر ہوتا جاتا ہے اور ہمیں بھی آج سے اسکی تمرین کرنا چاہیے اور کم سے کم چوبیس گنٹھوں میں دو وقت صبح اور رات کے وقت اپنے دل کو حضرت بقیۃ اللہ اعظم ارواحنا لہا فداء کی طرف متوجہ کریں چنانچہ معصومینؑ نے بھی ایک نماز صبح کے بعد دعا عہد پڑھنے دوسرا نماز مغربین کے بعد اس دعا کو پڑھنے کا حکم دیا ہے السلام علیک فی الیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی ”سلام ہو تجھ پر جب رات کی تاریکی چھا جائے اور جب دن کا اُجالا پھیل جائے“ (1) اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: جو شخص اس عہد نامہ کو چالیس صبح پڑھے گا وہ حضرت قائم علیہ السلام کے مددگاروں میں سے شمار ہوگا اور اگر وہ شخص انکے طہور سے پہلے مر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے امام کی خدمت کے لیے مبعوث کرے گا اور اسے ہر کلمہ کے عوض میں ہزار نیکیاں مرحمت فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کرے گا (2) اسی طرح ہر روز جمعہ کو امام زمانہ کی تجدید بیعت کرنا مستحب ہے تاہم آسمانی فرشتے بھی جمعہ کے دن بیت المعمور پر جمع ہوتے ہیں اور ائمہ معصومینؑ کے تجدید بیعت کرتے ہیں۔

اور امام مہدیؑ کے ساتھ اس روحی اور دلی توجہ کو مستحکم کرنے اور انکی یاد کو موثر بنانے کے لیے کچھ طریقہ کار بھی ہمیں بتائے ہیں ہم ان میں سے بعض موارد یہاں ذکر کرتے ہیں۔

(1)۔۔ نعمانی: الغیبة، باب 10، ص 141۔

(2)۔۔ پیام امام زمانہ: ص 188، آیۃ اللہ وحید خراسانی کے امام زمانہ کے متعلق تقریر کا ایک حصہ۔

1: امام مہدیؑ کی نیابت میں صدقہ دینا اور نماز پڑھنا

امام زمانہ کی محبت کو بڑھانے اور انکی یاد کو زندہ رکھنے اور اپنی دلی توجہ کو متمرکز کرنے کے لیے ایک بہت ہی اہم ذریعہ انکی نیابت میں صدقہ دینا اور نماز پڑھنا بلکہ ہر نیک کام جس میں خدا کی رضا ہو انجام دینا ہے۔ ہماری ان سے دل بستگی و توجہ اور انکی اطاعت و پیروی ایسی ہونی چاہیے جس طرح خدا و رسولؐ اور خود امام زمانہؑ اور انکے اجداد طاہرینؑ ہم سے چاہتے ہیں ہم جب بھی نماز حاجت بجلائے یا صدقہ دین تو آنجناب کی حاجتوں کو اپنے حاجتوں پر مقدم اور انکی نیابت میں صدقہ دینے کو اپنے اوپر اور اپنے عزیزوں کے اوپر صدقہ دینے پر مقدم کرنا چاہیے، اور اپنے لیے سوچا کرنے سے پہلے انکے سلامتی اور تعجیل ظہور کے لیے دعا کرنی چاہیے، اسی طرح ہر نیک عمل جو انکے وفاء کا سبب بنتا ہے اپنے کاموں پر مقدم کرے تاکہ آنحضرتؐ بھی ہماری طرف توجہ کرے اور ہم پر احسان کرے (1) اور اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرور کائنات (ص) فرماتے ہیں: ”کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنی ذات سے زیادہ مجھ سے اور اپنی خاندان سے زیادہ میری خاندان کو نہیں چاہتا ہو، اسی طرح اسکے نزدیک اپنی عترت سے زیادہ میری عترت اور اپنی ذات سے زیادہ میری ذات عزیز تر نہ ہو۔ اسی طرح متعدد روایات میں ائمہ معصومینؑ کو صلہ دینے کے بارے میں آیا ہے، کہ ایک درہم امام کو صلہ میں دینا دو ملین درہم دیگر کار خیر میں خرچ کرنے کے برابر ہے؛ یا کسی اور روایت میں آیا ہے ایک درہم جو اپنے امام کو دے اسکا ثواب اُحد کی پہاڑی سے بھی سنگین ہے یا مِيَاخُ دِرْهَمٌ يُوَصَّلُ بِهِ الْإِمَامُ أَعْظَمُ وَزْنًا مِنْ أُحُدٍ (2) اسی طرح امام کے نیابت میں حج بجالانے؛ زیارت پر جانے، اعتکاف پر بیٹھنے، اور صدقہ دینے کی تاکید کیا گیا ہے۔ یقیناً ان کاموں کا ایک اہم مقصد اور ہدف امام زمانہ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل و دماغ میں زندہ رکھنا اور ان سے اپنی قلبی و روحی توجہ کو تقویت دینا اور ان کی محبت میں اضافہ کرنا ہے، دوسری عبارت میں یہ کہ ایک حقیقی منتظر کی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر چیز میں اپنے امام کو یاد رکھے اور انکو کبھی یاد سے جانے نہ دے۔

- (1) -: مجلسی: ج ۱۰۲، ص ۱۱۱—مصباح الزائر ص ۲۳۵-
- (2) -: کشف المحجہ: فصل ۱۵۰، ص ۱۵۱-

2: انکے فراق کی داغ میں ہمیشہ غمگین رہنا۔

بعض معصومینؑ بھی امام زمانہؑ کی غیبت کے دوران کو یاد کرتے ہوئے انکے شوق دیدار میں آنسو بھاتے تھے اور ان سے زیارت کی تمنا کرتے تھے ہاں تک امام زمانہ کی فراق میں مہموم و غمگین ہونا مومن کی نشانیوں میں سے شمار کیا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین اپنے حقیقی چاہنے والوں کی اوصاف اور نشانیاں یوں بیاں فرماتے ہیں

“ومن الدلائل ان یرى من شوقه مثل السقیم وفى الفؤاد

غلائل^{۲۶}

ومن الدلائل ان یری من أنسه مستوحشاً من کل ما هو مشاغل^{۲۷}

ومن الدلائل ضحکة بین الوری والقلب مخزون کقلب الثاکل ”

انکی نشانیوں، میں سے ایک یہ ہے کہ شدت شوق کی وجہ سے بیمار جیسے نظر آئیں گے، جبکہ انکا دل درد سے پھٹ رہا ہوگا۔

انکی دوسری نشانی یہ ہے کہ اپنے محبوب کے انس میں اس طرح نظر آئیں گے کہ ہر وہ چیز جو انہیں محبوب سے دور کر دیتی ہے اس سے بھاگ جاتے ہونگے۔

اور تیسری نشانی یہ ہے کہ دیکھنے میں خندان نظر آئیں گے، جبکہ انکا دل اس شخص کی طرح مخزون و مغموم ہوگا جسکا جوان بیٹا اس دنیا سے فوت کر گیا ہو۔

لیکن خصوصیت کے ساتھ امام ولی عصرؑ کی فراق و جدائی اور انکے مقدس قلب پر جو مصیبتیں گزرتی ہیں انکو یاد کرتے ہوئے آنسو بہانا گریہ و زاری کرنے کی بہت ساری فضیلت بیاں ہوئی ہے، اور واقعی اور حقیقی مومن کی

نشانیوں میں سے قرار دیا ہے چنانچہ چھٹے امام اس بارے میں فرماتے ہیں: **إِيَّاكُمْ وَ التَّنْوِيَةَ أَمَا وَ**
اللَّهِ لَيَغِيْبَنَّ إِمَامُكُمْ سِنِيْنَا مِنْ دَهْرِكُمْ وَ لَتَمَحَّصَنَّ حَتَّى يُقَالَ مَاتَ قُتِلَ
هَلَكَ بِأَيِّ وَادٍ سَلَكَ وَ لَتَدْمَعَنَّ عَلَيْهِ عِيُونَ الْمُؤْمِنِينَ (1) ”

(1) -: کلینی: اصول کافی، ج ۲، ص ۱۵۶—اور، ج ۱ ص ۵۳۸۔

اے مفضل خدا کی قسم تمہارے امام سالوں سال پردہ غیب میں ہونگے اور تم لوگ سخت امتحان کا شکار ہوگا یہاں تک انکے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ فوت کر گیا ہے یا انھیں قتل کیا گیا ہے؟ ... لیکن مؤمنین انکی فراق میں گریاں ہونگے.....

کسی دوسرے حدیث میں جسے جناب شیخ صدوق نے سدید صیرفی سے روایت کی ہے، کہتے ہیں: قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ الْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبٍ عَلَى مَوْلَانَا أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَ فَرَأَيْنَاهُ جَالِسًا عَلَى التُّرَابِ وَ عَلَيْهِ مِسْحُ خَيْبَرِيٍّ مُطَوَّقٌ بِلَا جَنْبٍ مُقَصَّرُ الْكُمَيْنِ وَ هُوَ يَبْكِي بُكَاءَ الْوَالِهِ الثَّكَلَى ذَاتَ الْكَبِدِ الْحَرَسَى قَدْ نَالَ الْحُزْنَ مِنْ وَجَنَتِيهِ وَ شَاعَ التَّغْيِيرُ فِي عَارِضِيهِ وَ أَبْلَى الدُّمُوعُ مَحَجْرِيهِ وَ هُوَ يَقُولُ سَيِّدِي غَيْبَتُكَ نَفَتْ رُقَادِي وَ ضَيَّقَتْ عَلَيَّ مِهَادِي وَ أَسْرَتْ مِنِّي رَاحَةَ فُؤَادِي⁽¹⁾ ایک دن میں؛ مفضل بن عمیر؛ ابو بصیر اور ابان بن تغلب ہم سب مولا امام صادق کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو آپکو اس حالت میں دیکھا کہ آپ فرش کو جمع کر کے خاک پر تشریف فرما ہیں، جبہ خیبری زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ جو عام طور پر مصیبت زدہ لوگ پہنتے ہیں۔ چہرہ مبارک پر حزن و اندوہ کی آثار نمایاں ہیں اور اس شخص کی مانند بے تابی سے گریہ کر رہے ہیں کہ جس کا جوان بیٹا فوت کر چکا ہو، آنکھوں سے آنسوں جاری ہے، اور زبان پر فرما رہے ہیں اے میرے دل کا سرور تیری جدائی نے میرے آنکھوں سے ننید اڑالی ہے اور مجھ سے چین چھین لی ہے، اے میرے سردار تیری غیبت نے میری مصیبتوں کو بے انتہا کر دی ہے..... روایت بہت ہی طولانی ہے اور بہت ہی ظریف نکات بھی موجود ہیں جو چاہتے ہیں تو مراجعہ کریں

پس ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ بھی امام زمان علیہ السلام کی غیبت سے نگران اور انکے شوق دیدار میں بے تاب و گریاں تھے۔

(1)۔۔ کلینی: اصول کافی، ج ۱، ص ۳۳۶ باب غیبت۔۔۔۔۔ کمال الدین ج: 2 ص 35: بحار الانوار ج: 51 ص: 219

۳: علوم و معارف اہل بیتؑ کو رواج دینا

علوم و معارف اہل بیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت اور ترویج؛ حقیقت میں اہل بیت اطہار کے امر کی اجا کرنے کے مصادیق میں سے ہے جس کے بہت تاکید کیا گیا ہے ”اور منتظرین کی ایک اہم ذمہ داریوں میں سے بھی ہے جس طرح روایت میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے آپ فرماتے ہیں: تَزَاوَرُوا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِكُمْ إِحْيَاءَ لِقُلُوبِكُمْ وَ ذِكْرًا لِأَحَادِيثِنَا وَ أَحَادِيثِنَا تُعْطَفُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فَإِنْ أَخَذْتُمْ بِهَا رَشَدْتُمْ وَ نَجَوْتُمْ وَ إِنْ تَرَكْتُمُوهَا ضَلَلْتُمْ وَ هَلَكْتُمْ فَخُذُوا بِهَا وَ أَنَا بِنَجَاتِكُمْ زَعِيمٌ ايك دوسرے کی ملاقات کرو، زیارت پر جاؤ چونکہ تمہارے ان ملاقاتوں سے تمہارے قلوب زندہ اور ہماری احادیث کی یاد آوری ہوتی ہے، اور ہماری احادیث تمہارے ایک دوسرے پر مہربان ہونے کا سبب بنتی ہیں پس تم نے ان احادیث کو لے لیا اور اس پر عمل کیا تو تم کامیاب ہو جاؤ گے نجات پاؤ گے اور جب بھی اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہلاک ہو جاؤ گے، پس ان احادیث پر عمل کرو میں تمہاری نجات کی ضمانت دوں گا“⁽¹⁾ اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں ابن شعبہ حرّانی نے چھٹے امام سے نقل کیا ہے آپ منتظرین کی توصیف میں فرماتے ہیں: و فرقة احبونا و حفظوا قولنا ، و اطاعوا امرنا و لم يخالفوا فعلنا فاولئك منا ونحن منهم⁽²⁾ اور ایک گروہ وہ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے، ہمارے کلام کی حفاظت کرتا ہے، ہمارے امر کی اطاعت کرتا ہے اور ہماری سیرت اور فعل کی مخالفت نہیں کرتا ہے، وہ ہم سے ہے اور ہم ان سے ہیں عصر غیبت میں امام زمانہ کی بہترین خدمت جس کی امام صادق علیہ السلام تمنا کرتے تھے، علوم اہل بیت کی نشر و اشاعت انکی فضائل و مناقب کو لوگوں تک پہنچانا ہے، جو حقیقت میں دین خدا کی نصرت ہے جس کے بارے میں پروردگار عالم خود فرماتا ہے وَ لَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ*⁽³⁾ بے شک اللہ اسکی مدد کرے گا جو اسکی نصرت کرے اور بتحقیق خداوند عالم صاحب قدرت اور

ہر چیز پر غلبہ رکھنے والا ہے

(1) :- وسائل الشیعة ج: 16 ص: 34۶ بحار الانوار ج: 71 ص: 35۸

(2) :- تحف العقول: ص 513 اور بحار انوار: ج 75، ص 38۲-

(3) :- سورہ حج ۴۰-

۴: فقیہ اہل بیتؑ کی اطاعت اور پیروی

امام زمانہ کی غیبت سے یہ ہر گز مراد نہیں کہ پروردگار عالم نے اس امت کو اپنے آپ پر چھوڑ دیا ہو یا انکی ہدایت و رہبری کا کچھ انتظام نہیں کیا ہو؟، یہ اسلئے کہ اگرچہ حکمت الہی کی بنا پر حجت خدا لوگوں کے عادی زندگی سے مخفی ہیں، لیکن آپکی نشانیاں اور آثار اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہے (بنفسی انت من مغیبٍ لم یخل منا، بنفسی انت من نازحٍ ما نزع عنا) (1) ”قربان ہو جاؤں آپ پر پردہ غیبت میں ہیں لیکن ہمارے درمیاں ہے، خدا ہو جاؤں آپ پر ہماری آنکھوں سے مخفی ہیں لیکن ہم سے جدا نہیں ہے“

اسلئے معصومؑ فرماتے ہیں: وإن غاب عن الناس شخصه فی حال هدنة لم یغب عنهم مثبت علمه (2) ”اگرچہ غیبت کے دوران انکی شخصیت لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوگی (3) لیکن

انکے علمی آثار اہل بصیرت پر عیان ہوں گے۔ یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ خود امام لوگوں کے حالات سے آگاہ ہیں اور جو علوم علماء اور فقہاء کے نزدیک احادیث اور سیرت کی صورت میں موجود ہیں اوہ بھی انکے ہی آثار ہیں۔ لوگ اگرچہ انکے نورانی چہرے کی زیارت سے محروم ہیں اور مستقیم انکی اطاعت نہیں کر سکتے لیکن انکے نائب عام؛ ولی فقیہ اور علماء کی اطاعت کے ذریعے اپنے امام کی اطاعت کر سکتے ہیں، کہ جنگی اطاعت کا خود معصومین علیہم السلام نے حکم دیا ہے“ “فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِنًا لِنَفْسِهِ حَافِظًا لِدِينِهِ مُخَالَفًا

عَلَى هَوَاهُ مُطِيعًا لِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِّ أَنْ يُقَلِّدُوا (4)۔ اور فقہاء میں سے وہ فقیہ جو اپنے دین کا پابند ہو، نفس پر کنٹرول رکھتا ہو، نفسانی خواہشات کے تابع نہ ہو، اور اپنے مولا کے فرمان بردار ہو تو انکی اطاعت اور پیروی (تقلید) سب عوام پر واجب ہے۔

(1) :- دعای ندبہ کا ایک فقرہ۔

(2) :- صانی گلپائی گانی: منتخب الاثر، ص ۲۷۲۔

(3) :- البتہ واضح رہے یہ غیبت کے پہلی معنی کی بنیاد پر ہے

(4) :- مجلسی: بحار الانوار، ج 2، ص 88- وسائل الشیعہ ج: 27 ص: 13

یا خود امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے فرماتے ہیں: **أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا إِلَى رِوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَ أَنَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ** ⁽¹⁾ اور درپیش مسائل میں ہمارے احادیث کے جاننے والے (فقہاء) کی طرف مراجعت کریں، جس طرح میں ان پر حجت ہوں اسی طرح وہ تمہارے اوپر میری جانب سے حجت ہیں یعنی اگر حجت خدا غیبت میں ہیں تو لوگوں کو بغیر حجت کے رہا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ فقہاء ان پر حجت ہیں انکی پیروی خدا اور رسول کی پیروی ہے۔

فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ عَلَيْكُمْ حَاكِمًا فَإِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا فَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ فَإِنَّمَا اسْتَخَفَّ بِحُكْمِ اللَّهِ وَ عَلَيْنَا رَدٌّ وَ الرَّادُّ عَلَيْنَا الرَّادُّ عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلَى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللَّهِ . ⁽²⁾ اور ہم نے انھیں تمہارے اوپر حاکم بنایا ہے، پس وہ (فقیہ) جو حکم دیتا ہے وہ ہمارے

حکم سے دیتا ہے جو ان سے قبول نہ کرے تو گویا اسنے حکم خدا کی بے اعتنائی کہ ہے، اور ہمیں رد کیا ہے اور جو ہمیں رد کرے اسنے خدا کو رد کیا ہے جو حقیقت میں خدا سے شرک لانے کی حد میں ہے یعنی انکی نافرمانی ہمارے نافرمانی ہے اور ہماری نافرمانی خدا کی نافرمانی اور خدا کی نافرمانی شرک ہے اور اہل بیت نے اپنے ماننے والے شیعوں کو ابلیس اور اسکے کارندوں کی شر سے بچا کر رکھے اور انکے عمقیدتی و ایمانی حدود کی نگہبانی کو علماء، فقہاء کی سب سے بڑی ذمہ داری بتائی ہے اور فرمایا ہے: **علماء شيعتنا مرابطون في الشجر الذي**

يلي إبليس و عفاريتة يمنعونهم عن الخروج على ضعفاء شيعتنا و عن أن يتسلط عليهم إبليس و شيعته النواصب ألا فمن انتصب لذلك من شيعتنا كان أفضل ممن جاهد الروم و الترك و الخزر ألف ألف مرة لأنه يدفع عن أديان محبينا و ذلك يدفع عن أبدانهم ⁽³⁾ ہمارے شیعوں کے علماء ان

آگاہ رہو جو شخص ہمارے شیعوں میں سے اس ذمہ داری کو ادا کرے اسکی فضیلت اسلام کے تمام دشمنوں سے جنگ کرنے والے مجاہدین سے ہزار ہزار بار زیادہ ہے چونکہ علماء ہمارے ماننے والے مجبین کے دین اور عقیدے کی دفاع اور محافظت کرتے ہیں جبکہ مجاہدین انکے بدن اور جسم کی دفاع کرتے ہیں اور قیامت کے دن پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا کہاں ہے ہیں ایام آل محمد کی کفالت کرنے والے جو انکی غیبت کے دوران انکی کفالت کرتے تھے (يُنَادِي مُنَادِي رَبَّنَا عَزَّ وَ جَلَّ أَيُّهَا الْكَافِلُونَ لِأَيَّتَامِ آلِ مُحَمَّدٍ (ص) النَّاعِشُونَ لَهُمْ عِنْدَ انْقِطَاعِهِمْ عَنِ آبَائِهِمُ الَّذِينَ هُمْ أُمَّتُهُمْ (1)

پس ائمہ اطہار کے ان نورانی کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر غیبت میں فقہاء ؛ علماء اور خصوصاً ولی امر مسلمین کے انکے نزدیک کیا حیثیت ہے اور انکا کہنا نہ مانا انکے حق میں جفا اور امام کے نزدیک انکے مقام کا خیال نہ رکھنا اس شخص کو کس مقام میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے اگرچہ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہم میں سے بعض خوستہ یا ناخواستہ دشمن کے غلط پڑوپکنڈوں کی زد میں آ کر امام زمانہ کے مطیع نمائندوں کے خلاف ناحق زبان کھولنے اور گستاخی کرنے کی جرئت کرتے ہیں جبکہ شیطان اور پیروان شیطان اپنی تمام تر طاقتوں سمیٹ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ انھی پڑوپکنڈوں اور افواہوں کے ذریعے مجھ جیسے کمزور مؤمنین کو علماء سے فقہاء سے دور کیا جائے تاکہ انھیں دین اور ایمان کے دائرے سے نکالنا آسان ہو جائے، اور ہم خود بھی جانتے ہیں کہ جو لوگ علماء اور ولایت فقیہ سے کٹ جاتے ہیں حقیقت میں وہ دین اور صراط مستقیم سے کٹ جاتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ خدا ہمیں بچائے رکھے۔

پس ان روایات سے معلوم ہوتا ہے عصر غیبت میں منتظریں کی ایک اور اہم ذمہ داری علماء، فقہاء کی اطاعت اور فرمان برداری اور خصوصیت کے ساتھ ولی امر مسلمین کے فرمان پر لبیک کہنا اور انکے نقش قدم پر چلنا ہے۔ جو کہ حقیقت میں خط ولایت کے ساتھ متمسک رہنا اور صراط مستقیم پر چلنا ہے۔ خدایا ہمیں ہر دور میں اپنی حجت کو تشخیص دینے اور انکی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین! ثم آمین!

۵: برادران ایمانی کے ساتھ ہمدردی اور معاونت

ائمہ معصومینؑ کے ارشادات کے مطابق ہر دور کے امام کو اپنے ماننے والے مؤمنین پر ایک مہربان اور فداکار باپ کی حیثیت حاصل ہے، اور تمام مؤمنین کو ان کے فرزند کی کاشرف حاصل ہے اور یہی وجہ ہے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے دوران غیبت میں مؤمنین کو ایام آل محمد سے پکارا گیا ہے، **يُنَادِي مُنَادِي رَبَّنَا عَزَّ وَ جَلَّ أَيُّهَا الْكَافِلُونَ لِأَيَّتَامِ آلِ مُحَمَّدٍ ص النَّاعِشُونَ لَهُمْ عِنْدَ انْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمُ الَّذِينَ هُمْ أَيْمَتُهُمْ** (۱) اور کسی مؤمن بھائی کے ساتھ احسان و ہمدردی، اسکے ساتھ تعاون کرنے کو امام زمانہ کے ساتھ تعاون کرنے اور ان کے حق میں ہمدردی سے پیش آنے اسی طرح کسی مؤمن بھائی کے حق کشی، اسکے ساتھ بے دردی و بے اعتنائی سے پیش آنے کو امام زمانہ پر ظلم و جفا اور ان کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آنے کے برابر شمار کیا گیا ہے۔

لہذا منتظرین کی ایک اور بہت ہی اہم ذمہ داری عصر غیبت میں ہر ممکنہ راستوں سے برادران ایمانی کے معاشی، سماجی، اجتماعی اقتصادی، معنوی اور دیگر مختلف قسم کے مشکلات اور گرفتاریوں کو حل کرنے اور انکی ضروریات پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ چنانچہ اسی اجتماعی ذمہ داری کی اہمیت اور اس پر عمل کرنے والوں کی خدا و رسول اور ان کے حقیقی جانشین کے نزدیک قدر و منزلت کو بیان کرتے ہوئے جناب شیخ صدوق نے سورہ عصر کے تفسیر میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں: **(وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خَسْرٍ)** میں عصر سے مراد قائم کے ظہور کا زمانہ ہے اور **(إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خَسْرٍ)** سے مراد ہمارے دشمن ہیں اور **(إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا)** سے مراد وہ مؤمنین ہیں جنہوں نے ہماری آیات کے ذریعے ایمان لائیں ہونگے۔ اور **(وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ)** یعنی برادران دینی کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرتے ہیں **(وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ)** یعنی امامت اور **(وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ)**

(1) - متدرک الوسائل: ج 17 ص 318

زمانہ فترت یعنی وہی غیبت کا زمانہ ہے (جس میں امام غائب پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرتے ہیں) (1) یعنی اس سورہ مبارکہ میں نجات یافتہ مؤمنین سے مراد وہ مؤمنین ہیں جنہوں نے دوران غیبت میں اپنے مالی، معنوی استطاعت کے ذریعے پسماندہ، بے کس اور ناتوان مؤمنین کے ہم دم اور فریاد رس رہے ہیں۔

اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں امام صادق اور امام کاظم دونوں سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى زِيَارَتِنَا فَلْيَزُرْ صَالِحَ إِخْوَانِهِ يُكْتَبَ لَهُ ثَوَابُ زِيَارَتِنَا وَ مَنْ لَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَصِلَنَا فَلْيَصِلْ صَالِحَ إِخْوَانِهِ يُكْتَبَ لَهُ ثَوَابُ صِلَتِنَا (2) “جو شخص ہم اہل بیت سے تعاون کرنے یا صلہ کرنے سے معذور ہو اسے چاہیے ہمارے چاہنے والوں کے ساتھ نیکی اور تعاون کرے تو اسے ہمارے ساتھ تعاون کرنے اور نیکی کرنے کا ثواب عطا ہوگا، اسی طرح اگر ہماری زیارت سے محروم ہیں تو ہمارے دوستوں اور اللہ کے صالح بندوں کی زیارت کریں تو خدا اسے ہماری زیارت کرنے کا ثواب عطا کرے گا

چنانچہ امام موسیٰ کاظم سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ فَإِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَاقَهَا إِلَيْهِ فَإِنْ قَبِلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَصَلَهُ بِوَلَايَتِنَا وَ هُوَ مَوْصُولٌ بِوَلَايَةِ اللَّهِ وَ إِنْ رَدَّهُ عَنْ حَاجَتِهِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَٰى كِي وَلايت خدا کی ولايت سے متصل ہے) لیکن اگر اسے رد کر لے جبکہ وہ اس شخص کی حاجت پورا کرنے کی توانائی رکھتا ہو تو پروردگار یہ شجاعاً مِنْ نَارٍ يَنْهَشُهُ فِي قَبْرِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَغْفُورًا لَهُ أَوْ مُعَذَّبًا فَإِنْ عَذَرَهُ الطَّالِبُ كَانَ أَسْوَأَ حَالًا (3) “کسی کے پاس اس کا مؤمن بھائی کوئی نہ کوئی حاجت لے کر آئے تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ خدا کی طرف سے

رحمت ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے پس اس حالت میں اگر اسکی حاجت پوری کر دے تو اسے ہماری ولایت کے ساتھ متصل کیا ہے اور بے شک اسے خدا کی ولایت حاصل ہوئی ہے (چونکہ اہل بیت اطہار کی ولایت خدا کی ولایت کا ایک حصہ ہے لہذا جو اہل بیت^۳ اطہار کی ولایت کے دائرے میں داخل ہو جائے وہ خدا کی ولایت میں آگیا ہے)

- (1) :- صدوق: اکمال الدین: ج ۲، ص ۶۵۶۔
- (2) :- طوسی، تہذیب ج ۶، ص ۱۰۴—۱ اور کامل زیارات: ص ۳۱۹۔
- (3) :- کلینی: اصول الکافی ج: 2: ص: 19۶

لیکن اگر اسے رد کر دے جبکہ وہ اس شخص کی حاجت پورا کرنے کی توانائی رکھتا ہو تو پروردگار عالم اسکے قبر میں آگ سے بنائے ہوئے ایک سانپ کو اس پر مسلط کرے گا جو قیامت تک اسے ڈنستار ہے گا چاہیے اسے خدا معاف کرے یا نہ کرے اور قیامت کے دن صاحب حاجت اسکا عذر قبول نہ کرے تو اسکی حالت پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو جائے گی۔

اسی طرح متعدد روایات میں کسی مومن بھائی کی حرمت کا خیال نہ رکھنا اسکے ساتھ نیک برتاؤ سے پیش نہ آنا اور اسکے ساتھ تعاون نہ کرنا ائمہ علیہم السلام کے ساتھ تعاون نہ کرنے اور ان مقدس ذوات کی بے حرمتی کرنے کے برابر جانا گیا ہے چنانچہ ابوہارون نے چھٹے امام سے نقل کیا ہے کہتا ہے: قَالَ قَالَ لِنَفَرٍ عِنْدَهُ وَ أَنَا حَاضِرٌ مَا لَكُمْ تَسْتَخِفُّونَ بِنَا قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ حُرَّاسَانَ فَقَالَ مَعَاذُ لَوْجِهِ اللَّهُ أَنْ نَسْتَخِفَّ بِكَ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِكَ فَقَالَ بَلَى إِنَّكَ أَحَدٌ مَنْ اسْتَخَفَّ بِي فَقَالَ مَعَاذُ لَوْجِهِ اللَّهُ أَنْ أُسْتَخِفَّ بِكَ فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ فُلَانًا وَ نَحْنُ بِقُرْبِ الْجُحْفَةِ وَ هُوَ يَقُولُ لَكَ اِحْمَلْنِي قَدَرِ مِيلٍ فَقَدْ وَ اللَّهُ أَعْيَيْتُ وَ اللَّهُ مَا رَفَعَتْ بِهِ رَأْسًا وَ لَقَدْ اسْتَحَفَفْتُ بِهِ وَ مَنْ اسْتَخَفَّ بِمُؤْمِنٍ فِينَا اسْتَخَفَّ وَ ضَيَّعَ حُرْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ”⁽¹⁾ ایک دفعہ امام صادق نے کچھ

لوگ جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور انکے ساتھ میں بھی تھا، ان سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے ہماری حرمت کا خیال نہیں رکھتے ہو، تو اہل خراسان کا رہنے والا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ ہم آپکو سبک شمار کرے یا آپکے فرمان میں کسی چیز کی بے اعتنائی کرے، امام نے فرمایا ہاں انھی میں سے ایک تم بھی ہو جو ہمارے لاج نہیں رکھتے، اس شخص نے دوبار کہا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپکی لاج نہ رکھوں، فرمایا چپ ہو جاؤ کم بخت کیا تم نے اس شخص کی آواز نہیں سنی تھی اس وقت جب ہم جعفہ کے نزدیک تھے اور وہ تم سے کہ رہا تھا کہ مجھے صرف ایک میل تک اپنے سواری پر بٹھا کر لے چلو خدا کہ قسم میں بہت ہی تھکا ہوں، خدا کی قسم تم نے

سر اٹھا کر بھی اسکی طرف نہیں دیکھا اس طریقے سے تم نے اسکی بے اعتنائی کی ہے اور کوئی شخص کسی مومن کی استخفاف کرے اسنے ہمارے بے اعتنائی کہ ہے، اور خدا کی حرمت ضائع کر دی ہے۔

(1)۔۔ کلینی: روضۃ الکافی، ج ۸، ص ۱۰۲۔

اسی طرح کسی دوسرے حدیث میں جابر جعفی امام محمد باقر سے نقل کرتے ہیں: و نحن جماعة بعد ما قضينا نسكنا، فودعناه و قلنا له أوصنا يا ابن رسول الله. فقال ليعن قویکم ضعيفکم، و ليعطف غنيکم علی فقيرکم، و لينصح الرجل أخاه كنصيحته لنفسه.... ، و إذا كنتم كما أوصيناكم، لم تعدوا إلى غيره، فمات منكم ميت قبل أن يخرج قائمنا كان شهيدا، و من أدرك منكم قائمنا فقتل معه كان له أجر شهيدین، و من قتل بين يديه عدوا لنا كان له أجر عشرين شهيدا. (1) ”کہ ہم نے مناسک حج اکٹھے بجالانے کے بعد جب امام سے الگ ہونے کو تھے آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول ہمارے لیے کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تم میں سے جو قوی ہے قدرت و مقام رکھتا ہے اسکی ذمہ داری ہے کمزور لوگوں کی مدد کرے اور جو مالدار ہے فقیروں اور بے کسوں پر ترس کریں انکی نصرت کریں، اور اپنے مومن بھائی کے ساتھ اس طرح خیر خواہی سے پیش آئے جس طرح اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہ ہے..... اور اگر تم نے ہماری نصیحت پر عمل کیا تو غیروں میں سے شمار نہیں ہوگے۔ اب اس حالت میں تم میں سے جو شخص قائم آل محمد کے قیام کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ شہید کی موت مرا ہے، اور جو اپنی زندگی میں انھیں درک کر لے اور انکے ساتھ جہاد کرے تو اسے دو شہید کا ثواب عطا کرے گا، اور جو شخص انکے ساتھ ہوتے ہوئے ہمارے کسی دشمن کو قتل کر لیں تو اسے بیس ۲۰ شہید کا اجر دیا جائے گا۔ پس ان روایات سے بخوبی یہ واضح ہوتا ہے کہ منتظرین کی اپنے مومن بھائی کی نسبت کیا ذمہ داری ہے اور اس اجتماعی ذمہ داری کی کیا اہمیت ہے کہ جس کا خیال رکھنا ہم سب کا شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

۶: خود سازی اور دیگر سازی

منتظرین کی ایک اور اہم ذمہ داری خود سازی و اپنے جسم و روح کی تربیت کے ساتھ ساتھ دیگر سازی اور ہم نوع کی تربیت بھی ہے، خود سازی اور دیگر سازی ایک اہم دینی وظیفہ ہونے کے ساتھ بزرگ ترین اور عالی ترین انسانی خدمات میں سے بھی شمار ہوتا ہے

(1) :- امالی طوسی، ص ۲۳۲— اور بحار انوار، ۵۲، ص ۱۲۲، ح ۵-

اور اسلامی تعلیمات میں بھی حضرت ولی عصرؑ اور ان کے جان بہ کف اصحاب تاریخ انسانیت کے پرہیزگار؛ متقی اور صالح ترین افراد ہونگے چنانچہ ان کے توصیف میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: **وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ**⁽¹⁾ اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔

اسی طرح احادیث معصومین میں بھی امام عصرؑ کے اصحاب وہ لوگ ہونگے جنہیں خدا اور رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کی صحیح معرفت حاصل ہوگئی، اخلاق اسلامی سے متخلق؛ نیک کردار کے مالک؛ عملی میدان میں ثابت قدم و پائیدار؛ دستورات دینی کے مکمل پابند اور فرامین معصومینؑ کے سامنے سر تسلیم خم ہونگے۔

چنانچہ امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام نہج البلاغہ میں ان کے توصیف میں فرماتے ہیں: **وَذَلِكَ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُومَةٍ إِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرِفْ وَ إِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَ أَعْلَامُ السَّرَى لَيْسُوا بِالْمَسَايِحِ وَ لَا الْمَذَابِيعِ الْبُذُرِ أُولَئِكَ يَفْتَحُ اللَّهُ لَهُمْ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ وَ يَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَاءَ نِقْمَتِهِ.**

“(2) آخری زمانہ وہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں صرف وہ مؤمن نجات پاسکے گا کہ جو گمنام اور بے شر ہوگا مجمع اسے نہ پہچانے اور غائب ہو جائے تو کوئی اسکی تلاش نہ کرے یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راتوں کے مسافروں کے لیے نشانیاں منزل ہوں گے نہ ادھر ادھر لگاتے پھریں گے اور نہ لوگوں کے عیوب کی اشاعت کریں گے؛ ان کے لئے اللہ رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے عذاب کی سختیوں کو دور کر دے گا

(1) :- انبیاء: ۱۰۵۔

(2) :- نہج البلاغہ، خ ۱۰۳، ص ۲۰۰، ترجمہ سید ذیشان حیدر جوادی۔

اسی طرح صادق آل محمد سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: ”جو شخص چاہتا ہے کہ حضرت قائمؑ کے اصحاب میں سے ہوں اسے چاہئے انتظار کرنے کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری اور نیک اخلاق کو پنائے، پھر اگر وہ اس حالت میں انکے قیام سے پہلے مر جائے اور بعد میں ہمارا قائم قیام کرے تو اسے ایسا اجر دیا جائے گا جیسے اس نے حضرت کو درک کیا ہو۔⁽¹⁾ اور خود معصومینؑ کے فرمان کے مطابق مبعوض ترین فرد وہ شخص ہے جو مؤمن اور امام زمانہ کے منتظر ہونے کا دعوا کرے لیکن قول و فعل میں انکے دیے ہوئے دستورات اور دینی قوانین کے مخالفت سمت قدم اٹھائے چنانچہ اسی نقطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام زین العابدین فرماتے ہیں: لَا حَسَبَ لِقُرَشِيٍّ وَ لَا لِعَرَبِيٍّ إِلَّا بِتَوَاضُعٍ وَ لَا كَرَمٍ إِلَّا بِتَقْوَى وَ لَا عَمَلَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ وَ لَا عِبَادَةَ إِلَّا بِالتَّفَقُّهِ أَلَا وَ إِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ مَنْ يَقْتَدِي بِسُنَّةِ إِمَامٍ وَ لَا يَقْتَدِي بِأَعْمَالِهِ.“⁽²⁾ کسی کو عربی اور قریشی ہونے کی بنا پر دوسروں پر کسی قسم کی فوقیت اور برتری حاصل نہیں ہے سوائے تواضع کے اور کسی کو کوئی کرامت حاصل نہیں ہے الا یہ کہ تقوای اختیار کرے اور کوئی عمل نہیں ہے سوائے نیت کے اور کوئی عبادت نہیں ہے سوائے تفقہ کے (یعنی عبادت درست معرفت کے ساتھ ہے) پس ہوشیار رہو! پروردگار عالم کے نزدیک مبعوض ترین شخص وہ ہے جو ہماری ملت اور مذہب پر ہو لیکن عمل میں ہماری پیروی و اقتداء نہ کرے۔ اسی طرح امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: إِنَّا لَا نَعُدُّ الرَّجُلَ مُؤْمِنًا حَتَّى يَكُونَ لْجَمِيعِ أَمْرِنَا مُتَّبِعًا مُرِيدًا أَلَا وَ إِنَّ مِنْ اتِّبَاعِ أَمْرِنَا وَ إِرَادَتِهِ الْوَرَعَ فَتَزَيَّنُوا بِهِ يَرْحَمَكُمُ اللَّهُ وَ كَبِدُوا أَعْدَاءَنَا بِهِ يَنْعَشَكُمُ اللَّهُ“⁽³⁾ ہم کسی کو مومن نہیں جانتے جب تک وہ ہماری مکمل پیروی نہ کرے اور یہ جان لو ہماری پیروی پرہیزگاری اور تقوای اختیار کرنے میں ہے، پس اپنے آپکو زہد و تقوای کے ذریعے زینت دو تاکہ خدا تمہیں غریق رحمت

کریے، اور اپنے تقوای کے ذریعے ہمارے دشمنوں کو سختی و تنگی میں ڈال دو تاکہ خدا تمہیں عزت کی زندگی عطا کریے۔

- (1)۔۔ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۶
- (2)۔۔ کلینی: روضۃ الکافی، ص ۲۳۴، ج ۳۱۲۔
- (3)۔۔ کلینی: اصول کافی، ج ۲، ص ۷۸، ج ۱۳۔

پس ان روایات اور دوسری متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم نے ان مقدس ہستیوں کو اپنے مولا و مقتدا قبول کیا ہے تو وہ ذوات بھی ہم سے یہ توقع رکھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم عمل و کردار میں انکے نقش قدم پر چلیں اسی لیے معصومینؑ فرماتے ہیں: کہ تم ہمارے لئے زینت کا باعث بن جاؤ ننگ و عار کی باعث مت بنو (1)

۷: شبہات اور بدعتوں کا مقابلہ

زمان غیبت میں ہم سب کی خصوصاً علماء اور بیدار طبقے کہ ایک اہم فرائض معاشرے میں خود غرض یا سادہ لوح دوستوں کے ہاتھوں مختلف قسم کے بدعتوں اور ان شبہات کا مقابلہ کرنا ہے جو امام زمان ہ کی غیبت کی وجہ سے انکے بارے میں وجود میں آئی ہیں چنانچہ امام صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الرَّيْبِ وَالْبِدْعِ مِنَ بَعْدِي فَأَظْهِرُوا الْبِرَاءَةَ مِنْهُمْ وَ أَكْثَرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَ الْقَوْلِ فِيهِمْ وَ الْوَقِيعَةَ وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلًا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْإِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بَدْعِهِمْ يَكْتُبِ اللَّهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعُ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ (2) ”میرے بعد اہل تردید (یعنی جو ائمہ کی ولایت و امامت کے متعلق شک و تردید کا اظہار کرے) اور اہل بدعت (یعنی دین میں نئی چیز ایجاد کرنے والا جس کا دین سے کوئی ربط نہ ہو) کو دیکھیں تو ان لوگوں سے اپنی برائت و بیزاری کا اظہار کرو، اور اس طرح انکے خلاف پرو پینڈہ کرو کہ آئندہ کوئی اسلام میں اس طرح کی فساد پھیلانے کی جرئت نہ کرے اور لوگ خود بخود ان سے دور ہو جائیں اور انکی بدعتوں کو نہ اپنائیں اگر ایسا کیا تو پروردگار عالم اسکے مقابلے میں تمہیں حسنہ دیا جائے گا اور تمہارے درجات کو بلند کرے گا۔

اسی طرح بعض شبہات دشمنوں نے خود امام زمانہ کے بارے میں لوگوں کے حضرت مہدی پر عقیدے کو کمزور کرنے اور اس میں خلل پیدا کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے جیسا کہ آج کل نٹ پر ۱۰ ہزار سے زیادہ شبہات انکے متعلق دیا گیا ہے؛ تو علماء کی ذمہ داری ہے کہ ان شبہات کا مقابلہ کریں

(1) -: كليني: كافي، ج ٢، ص ٤٤، ج ٩-

(2) -: كليني: اصول كافي، ج ٢، ص ٤٥، ج ٣

اور بطور احسن جواب دیں اور لوگوں کو امام زمانہ کے مقدس وجود کی طرف جذب ہونے کا زینہ فراہم کریں لہذا ہماری اس اہم ذمہ داری اور عصر غیبت میں رونما ہونے والے شبہات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صادق فرماتے ہیں:.....

فایاکم و الشک و الارتیاب و انفوا عن أنفسکم الشکوک و قد حذرتکم فاحذروا أسأل اللہ توفیقکم و إرشادکم⁽¹⁾ خبردار شک وریب سے پرہیز کرنا، (یعنی انکے غیبت اور ظہور کے بارے میں) اپنے دلوں سے شکوک و شبہات باہر نکال دو میں نے تم لوگوں کو برحذر کر دیا ہے لہذا تم لوگ اس قسم کے شک و تردید سے باز رہو (چونکہ اس امر میں شک صراط مستقیم میں شک کے برابر ہے) میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے توفیقات اور ہدایت کی دعا کروں گا۔

اسی طرح رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:..... یا جابر إن هذا الأمر أمر من أمر اللہ و سر من سر اللہ مطوی عن عباد اللہ فایاک و الشک فیہ فإن الشک فی أمر اللہ عز و جل کفر⁽²⁾ اے جابر..... انکی غیبت اور ظہور میں شک کرنا خدا سے کفر اختیار کرنے کے برابر ہے۔

اور ہم سب جانتے ہیں کی آج کا دور ایسا دور ہے جس میں ایک طرف دشمن مختلف شبہات اور غلط پروپینڈوں کے ذریعے لوگوں کو عقیدہ انتظار اور اسکی حقیقت سے دور رکھنے اور انکے دلوں میں شک و تردید پیدا کرنے کے درپے ہیں تو دوسری طرف جعلی اور فرصت طلب افراد امام زمانہ کے مقدس نام پر مؤمنین کے انکی نسبت صادقانہ عقیدے سے سوء استفادہ کرنے اور مختلف قسم کی دکانیں کھولنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لہذا علما و اور ذمہ دار افراد کی ذمہ داری ان دونوں حدود پر دشمن کے مقابلہ کرنا ہے

(1)۔ الغیۃ للنعمانی ص 150، ج ۸۔

(2)۔ صدوق اکمال الدین: ج ۱، ص ۲۸۷۔

۸: بے صبری سے پرہیز کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر غیبت مشکلات اور مصائب کے ہجوم لانے کا زمانہ ہے اور مومنین سے مختلف قسم کی سختیوں اور گرفتاریوں کے ذریعے سے امتحان لیا جائے گا تاکہ اس طرح نیک و بد؛ صادق و کاذب اور مومن و منافق میں تمیز ہو جائے اور یہ ایک سنت الہی ہے اس امت یا اس زمان کے لوگوں تک محدود نہیں بلکہ گزشتہ امتوں سے لیا گیا ہے اور آئندہ آنے والے نسلوں سے بھی تا قیامت تک مختلف ذریعوں سے امتحان لیا جائے گا۔ چنانچہ اسی سنت الہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پروردگار عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: **مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ**

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ.....* ”(۱) اللہ تعالیٰ

مومنین کو منافقین سے جس حالت میں نا مشخص ہے نہیں رکھا جائے گا، یہاں تک (امتحان کے ذریعے) خبیث اور طیب میں تمیز پیدا ہو جائے۔ اسی طرح سورہ عنکبوت کی آیت نمبر ۲ میں فرماتا ہے: **أَحْسِبَ النَّاسُ**

أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ* وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ لْيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ” (۲) ”کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ

وہ صرف اس بات پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ وہ یہ کہے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور انکا امتحان نہیں ہوگا ☆ بشک

ہم نے ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لیا ہے اور اللہ تو بہر حال یہ جاننا چاہتا ہے کہ ان میں کون لوگ سچے ہیں

اور کون جھوٹے ہیں“

(1) :- سورہ آل عمران: ۱۷۹۔

(2) :- سورہ عنکبوت: ۲-۳۔

اور ناطق قرآن علی ابن ابی طالب اسی بارے میں فرماتے ہیں: ۱ اَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ
 أَعَاذَكُمْ مِنْ أَنْ يُجُورَ عَلَيْكُمْ وَ لَمْ يُعِدِّكُمْ مِنْ أَنْ يَبْتَلِيَكُمْ وَ قَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ
 قَائِلٍ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ وَ إِنَّ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ (1) لوگو اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن کبھی
 یہ ضمانت نہیں دیا ہے کہ تم سے امتحان بھی نہیں لیا جائے گا، اور خدا سب سے بڑ کر سچا ہے، یوں فرماتا ہے ”بے
 شک ان حوادث اور واقعات میں علامتیں اور نشانیاں ہیں اور ہم اچھے اور بُرے سب بندوں سے امتحان لیتے ہیں
 ۔“

اور انھیں نشانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صادق فرماتے ہیں: ہمارے قائم کے ظہور سے پہلے
 مومنین کے لئے خدا کی جانب سے کچھ نشانیاں ہیں، عرض ہوا یا ابن رسول اللہ وہ نشانیاں کیا ہیں؟ فرمایا وہ
 نشانیاں اس کلام الہی میں ذکر ہوئی ہیں اور اس آیت کی تلاوت کی ”وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
 الْخَوْفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ وَ بَشِيرِ
 الصَّابِرِينَ“ (2) اور یقیناً ہم تم سے خوف، بھوک اور اموال، نفوس اور ثمرات کی کمی سے امتحان لیا جائے گا
 اور اے پیغمبر (ص) آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں ”بے شک تم سے امتحان لیا جائے گا یعنی حضرت
 قائم کے خروج سے پہلے مومنین سے سلاطین جور سے ترس، منگائی، گرانی کی وجہ سے بھوک، گرسنگی، تجارت
 میں ور شکستگی و ناگہانی موت اور فصل و کاشت میں نقصان کے ذریعے امتحان لیا جائے گا، پھر فرمایا اے محمد بن مسلم
 یہ ہے اس آیت کی تاویل جسکی تاویل (وَ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ
 يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ (3) سوائے خدا اور
 را سخین فی علم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(1) -: نچ البلاغہ خطبہ ۱۰۳ اردو ترجمہ سید ذیشان حیدر۔

(2) :- بقره: ۱۵۵-

(3) :- آل عمران: ۷-

اور امام زمانہ کے طول غیبت کے دوران مختلف قسم کے سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کی توصیف میں پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: قَالَ (ص) طُوبَى لِلصَّابِرِينَ فِي غَيْبَتِهِ طُوبَى لِلْمُقِيمِينَ عَلَى مَحَجَّتِهِمْ أَوْلَيْكَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ... (1) خوش ہیں وہ لوگ جو اس کی غیبت کے زمانہ میں صبر سے کام لیں خوش ہیں وہ لوگ جو اسکی محبت پر ثابت قدم رہیں، ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے، اور وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور متعدد روایات میں انکی غیبت کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں و اذیتوں پر بے صبری کرنے سے منع کیا گیا ہے اور قضاء و قدر کے سامنے تسلیم ہونے کا حکم دیا ہے جیسا کہ شیخ کلینی نے اپنی سند امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے حضرت نے فرمایا:

كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ وَ هَلَكَ الْمُسْتَعْجِلُونَ وَ نَجَا الْمُسَلِّمُونَ (2) ظہور کے وقت تعین کرنے والے ہلاکت میں ہوں گے لیکن قضا و قدر الہی کے سامنے تسلیم ہونے والے نجات پائیں گے

۹: جوانوں کی مخصوص ذمہ داری

اسلامی تعلیمات میں جوانی اور جوان طبقے کو خاص اہمیت اور مخصوص مقام حاصل ہے، انکے ساتھ الفت، عطوفت کے ساتھ پیش آنے اور ہمیشہ اچھی نگاہوں سے دیکھنے پر زور دیا گیا ہے جس طرح رسول اکرم (ص) کا فرمان ہے: اوصيكم بالشباب خيراً فإنهم أرقُّ أفئدةً انّ الله بعثني بالحق بشيراً و«نذيراً فحالفني الشباب وخالفني الشيوخ. تمہیں وصیت کرتا ہوں ان جوانوں کے بارے میں جو پاک دل ہوتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا تو یہ جوان تھے جنہوں نے میرے ساتھ دیا جبکہ عمر رسیدہ افراد نے میری مخالفت کی۔

(1) -: مجلسی: بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۴۳۔

(2) :- الكافي ج: 1 ص: 368

پس کلام رسول پاک (ص) سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جوانوں کو بری نگاہوں سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ انکے بارے میں نیک سوچ رکھنا چاہیے اور تاریخ اسلام اس بات پر زندہ گواہ ہے کہ جب نبی اکرم (ص) نے ذوالعشیر میں قریش کو توحید اور دین کی طرف پہلی بار دعوت دیا تو جس شخص نے سب سے پہلے آنحضرت (ص) کی دعوت پر لبیک کہا وہ علی ابن ابی طالب ۱۰ سالہ نوجوان تھے جبکہ بزرگان قریش آخری دم تک آپ کے مخالفت کرتے رہیں۔

جوانی کی قدر و قیمت کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام زمانہؑ ظہور کریں گے تو آپ جو اہل ہو گئے جیسا کہ امیر مومنین فرماتے ہیں۔ مہدیؑ قریش کے خاندان کا ایک دلیر، شجاع اور تیز ہوش جوان ہونگے تمیں یا چالیس سے کم عمر میں ظہور کریں گے۔ اسی طرح امام زمانہؑ کا خاص سفیر نفس زکیہ جنہیں رکن مقام کے درمیان شہید کیا جائے گا ایک جوان ہوں گے۔ امام صادق اس بارے میں فرماتے ہیں: امام زمانہ کے ظہور کے وقت انکی طرف سے ایک جوان شخص سفیر کے عنوان سے منتخب ہونگے تاکہ امام کے پیغام کو اہل مکہ تک پہنچائے اور انہیں آنحضرت کی حکومت کے پرچم تلے آنے کی دعوت دے لیکن مکہ کے حکمران اسے رکن مقام کے درمیان شہید کریں گے (1) اسی طرح مختلف روایات میں آیا ہے کہ امام عصر کے ۳۱۳ اصحاب میں سے بہت ہی کم افراد کے سب جوان ہونگے۔ چنانچہ امیر مومنین فرماتے ہیں۔ امام مہدیؑ کے اصحاب سارے جوان ہونگے ان میں کوئی بھوڑے نہیں ہونگے سوائے آنکھ میں سرمہ اور کھانے میں نمک کی برابر کے: اصحاب المہدی شباب لا کھول فیہم إلا مثل کحل العین و الملح فی الزاد و أقل الزاد الملح (2) اور کتنا ہی کم ہوتا ہے کھانے میں نمک کی مقدار۔

(1) :- طوسی الغیبہ، ص ۴۶۴۔

(2) :- طوسی الغیبہ، ص ۴۷۶ اور بحار انوار ج ۵۲، ص ۳۳۳۔

اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ کے غیبی نداد پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اکثر جوان ہی ہونگے امام صادق فرماتے ہیں: امام کے ظہور کرنے کے بعد جب انکا آسمانی نداد انکے کانوں تک پہنچ جائے گی تو اس حالت میں لبیک کہیں گے کہ اپنے اپنے چھتوں پر آرام کر رہے ہونگے اور بغیر کسی آمادگی کے حرکت کریں گے اور صبح ہوتے ہوتے اپنے امام کی زیارت سے شرف یاب ہونگے۔⁽¹⁾

سوال نمبر 14: کیا عصر غیبت میں حضرت مہدی سے ملاقات ممکن ہے اگر ممکن ہے تو کیسے؟

جواب: کثرت روایات اور مستند تاریخی حوالے یہ یہ بات ثابت ہے کہ غیبت صغریٰ میں حضرت مہدی کے نائبین خاص کے ذریعہ آپ کے ماننے والے آپ سے رابطہ برقرار کیے ہوئے تھے اور ان میں سے بعض افراد امام کے حضور میں شرف یاب بھی ہوئے ہیں۔ لیکن غیبت کبریٰ میں یہ رابطہ ختم ہو گیا ہے اور امام عصر سے عام طور پر ملاقات کرنا عادتاً ناممکن ہے چونکہ بنا اور وظیفہ آپ کے لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رہنا ہے لیکن اسکے باوجود عقلاً اور شرعاً دونوں اعتبار سے آپ کی دیدار سے مشرف ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے جسکے تقریباً تمام علماء متقدمین اور متاخرین سب متفق ہیں۔ جیسا کہ شیخ طوسی قدس سرہ فرماتے ہیں: ہم ممکن سمجھتے ہیں کہ بہت سے اولیا اور انکی امامت کے ماننے والے حضرات انکی خدمت میں پہونچیں اور انکی ہستی سے استفادہ کریں⁽²⁾ اسی طرح سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: امام کی زیارت کے راستے ہر اس شخص کے لیے کھلا ہوا ہے جسے خدا اپنے بے انتہا احسان اور انکی زیارت عنایت فرمائے⁽³⁾: اور تاریخ میں بھی انتہائی باوقار افراد اور عظیم الشان علماء کی امام زمانہ سے ملاقات کے واقعات نقل ہوئے ہیں⁽⁴⁾

(1)۔ نعمانی الغیبہ: ص ۳۱۶، باب ۲۰ ح ۱۱۔

(2)۔ کلمات المحققین: ص 533

(3)۔ الطرائف: ص 185

(4)۔ دیکھئے: جنۃ الماویٰ، اور نجم الثاقب، محدث نوری

یہاں ضروری ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ملاقات کے بارے میں بحث کے حوالے سے درج ذیل نکات پر توجہ دی جائے:

پہلا نکتہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کی ملاقات کبھی ایسے لوگوں کی نصرت اور مدد کے لئے ہوتی ہے کہ جو پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور تنہائی و بے کسی کا احساس کرتے ہیں۔ مثلاً جیسے کوئی حج کے سفر میں راستہ بھٹک گیا اور امام علیہ السلام یا ان کے اصحاب میں سے کسی صحابی نے اسے سرگردانی سے نجات دی اور امام علیہ السلام سے اکثر ملاقاتیں اسی طرح کی ہوئی ہیں۔

لیکن بعض ملاقاتیں عام حالات میں بھی ہوئی ہیں اور ملاقات کرنے والے اپنے مخصوص روحانی مقام کی وجہ سے امام علیہ السلام کی ملاقات سے شرفیاب ہوئے ہیں۔ لہذا مذکورہ نکتے کے مد نظر توجہ رہے کہ ہر کسی سے امام علیہ السلام کی ملاقات کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں خصوصاً آج کل بعض لوگ امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات کا دعویٰ کر کے اپنی دکان چمکا کر شہرت اور دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح بہت سے لوگوں کو گمراہی اور عقیدہ و عمل میں انحراف کی طرف لے جاتے ہیں، بعض دعاؤں کے پڑھنے اور بعض ایسے اعمال انجام دینے کی دعوت دیتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے اذکار اور اعمال کی کوئی اصل اور بنیاد بھی نہیں ہے۔ امام زمانہ علیہ السلام کے دیدار کا وعدہ دے کر ایسی محفلوں میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں جن کے طور طریقے دین یا امام زمانہ علیہ السلام کے لئے قابل قبول نہیں اور یوں وہ لوگ امام غائب کی ملاقات کو سب کے لئے ایک آسان کام قرار دیتے ہیں، جبکہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام علیہ السلام خداوند عالم کے ارادہ کے مطابق مکمل طور پر غیبت میں ہیں اور صرف ایسے گنتی کے چند افراد ہی کی امام علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے جن کی نجات فقط لطف الہی کے اس مظہر یعنی امام عصر کی براہ راست عنایت پر منحصر ہوتی ہے۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کی ملاقات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب امام زمانہ علیہ السلام کی نظر میں کوئی مصلحت اس ملاقات میں ہو،

لہذا اگر کسی عاشق امام علیہ السلام کو اس کے تمام تراشتیاق و رغبت اور بھرپور کوشش کے باوجود بھی امام سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکے تو اس کو مایوسی اور ناامیدی کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور ملاقات نہ ہونے کو امام علیہ السلام کے لطف و کرم کے نہ ہونے کی علامت قرار نہیں دینا چاہئے، جیسا کہ جو افراد امام علیہ السلام کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے ہیں ان کی ملاقات کو ان کے تقویٰ اور فضیلت کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اگرچہ امام زمانہ علیہ السلام کے جمال پر نور کی زیارت اور دلوں کے اس محبوب سے گفتگو اور کلام کرنا واقعاً ایک بڑی سعادت ہے لیکن آئمہ علیہم السلام خصوصاً امام عصر علیہ السلام اپنے شیعوں سے یہ نہیں چاہتے کہ ان سے ملاقات کی کوشش میں رہیں اور اپنے اس مقصود تک پہنچنے کے لئے چلہ کاٹیں، یا جنگلوں میں مارے مارے پھریں؛ بلکہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے بہت زیادہ تاکید کی ہے کہ ہمارے شیعوں کو ہمیشہ اپنے امام کو یاد رکھنا چاہئے اور ان کے ظہور کے لئے دعا کرنا چاہئے اور آپ کی رضایت حاصل کرنے کے لئے اپنی رفتار و کردار کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے اور آپ کے عظیم مقاصد کے حصول کے راستے پر قدم بڑھانا چاہئے تاکہ جلد از جلد بشریت کی اس آخری امید کے ظہور کا راستہ ہموار ہو جائے اور کائنات ان کے وجود سے براہ راست فیض یاب ہو۔ خود امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں: "أَكثِرُوا الدَّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ، فَإِنَّ

ذَلِكَ فَرَجُكُمْ" (1)

(1) :- کمال الدین، ج 2، باب 45، ج 4، ص 239. اس مطلب کو محور کائنات جناب سیفی کی کتاب سے لیا گیا ہے۔

سوال نمبر 15: انتظار کیا ہے؟ اور اسکا صحیح معنی بیان کیجئے؟

ج: انتظار کا صحیح مفہوم:

لغت کے اعتبار سے انتظار ایک نفسیاتی حالت جو آئندہ اور مستقبل کے لیے امیدوار ہونا ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں انتظار نہ صرف ایک نفسیاتی حالت کا نام نہیں بلکہ عقیدہ ہے عقیدہ حق و عدالت کے طاقتوں کا ظلم و باطل کے طاقتوں پر مکمل طور پر غالب آنے، تمام انسانی اقدار کا روئے زمین پر برقرار ہونے اور مدینہ فاضلہ یعنی ایک آئیڈیل آفاقی معاشرے کے وجود میں لانے بلا آخر عدل الہی اور دین الہی کا اس روئے زمین پر آخری حجت خدا کے ہاتھوں جلوہ گر ہونے کا۔

انتظار نظریہ ہے نظریہ آخری زمانہ میں منجی موعود کا ظہور کرنے اور عالم بشریت کو موجودہ حالات سے نجات دینے اور مستضعفین کے ہاتھوں ایک آفاقی اور الہی نظام کا قائم کرنے کا ہے۔ انتظار عمل اور حرکت ہے ایسا عمل جو جس میں نفس کہ تزکیہ ہو، فردی اور اجتماعی اصلاح ہو یعنی خود سازی کے ساتھ دیگر سازی اور سماج سازی بھی ہو، اور ایسی حرکت جو منظم اور انسانی زندگی کے تمام پہلو اور زاویوں سے ہو، اور اس آفاقی نظام کے لیے زمینہ فراہم کرے اور اس دور کے ساتھ ہم آہنگ اور وہم سوہوں یہ ہے حقیقت انتظار اسی لیے اہل بیت اطہار علیہم السلام نے واضح الفاظ میں نظریہ انتظار کے بنیادی رکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انتظار صرف نفسیاتی حالت کا نام نہیں بلکہ عمل ہے اور وہ بھی بہترین عمل ہے جیسا کہ فریقین کی جانب سے منقول ہے رسول خدا (ص) نے فرمایا افضل اعمال امتی انتظار الفرج من اللہ⁽¹⁾۔ میری امت کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظہور و آسائش کا انتظار کرنا بزرگ ترین عمل ہے۔ یا کسی اور مقام پر آپ یوں فرماتے ہیں۔ انتظار الفرج عبادۃ افضل اعمال امتی انتظار فرج اللہ عزوجل⁽²⁾۔ فرج اور آسائش کا انتظار کرنا عبادت ہیں میری امت کے اعمال میں سب کے بہتر عمل اللہ کی طرف سے فرج و کشائش کا انتظار ہے

(1)۔۔ کمال الدین: ج ۲ باب نمبر ۵۵ ح ۱۔

(2) :- كنزل العمال : ج ٣ ص ٢٤٣ ح ٦٥٠٩ -

اور اسی مضمون میں ائمہ معصومینؑ سے بھی بے شمار روایتیں نقل ہوئی ہیں جیسا کہ امیر المؤمنین علی فرماتے ہیں۔ انتظروا الفرج ولا تياسو من روح الله ، فإن أحب الأعمام الى الله عزوجل انتظار الفرج الآخذ بأمرنا معنا غداً في حظير القدس ، والمنتظر لأمرنا كالمتشحط بدمه في سبيل الله⁽¹⁾ آسائش اور رہائی کا انتظار کرو خدا کی رحمتوں سے کبھی مایوس نہ ہو جاؤ اسلئے کہ پروردگار عالم کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل انتظار فرج ہے اور ہماری ولایت کو مضبوطی سے تھامنے والا کل جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور ہماری ولایت و امامت کے انتظار کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کے راہ میں اپنے خون سے غلطان ہو

د: انتظار کا غلط مفہوم اور اسکا منفی نتائج .

ممکن ہے بسا اوقات نظریہ انتظار کو اپنے درست اور اصلی مفہوم میں نہ سمجھنے بلکہ کج فہمی کے شکار ہونے اور اسے غلط معنی اور مفہوم مراد لینے کی وجہ سے یہی انتظار سازندگی و تعمیری روح کو بدل کر تخریبی ویرانگری کا روخ اختیار کر لے اور ایک متحرک انقلابی اور پاک سرش شخص یا معاشرے کو رکو دوجمود، مفلوج اور خباثت کی طرف دعوت دے۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں افراد مختلف گروہوں تنظیموں کی شکل میں نظر آئیں گے جنہوں نے عقیدہ انتظار کو الٹا سمجھنے اور اسے غلط مفہوم مراد لینے کی وجہ سے نہ صرف انتظار کو اپنے ترقی و سازندگی کا ذریعہ بنایا بلکہ الٹا یہی انتظار انکے مفلوج ہونے جمود کے شکار ہونے اور اپنے علاوہ سکا ج کو بھی فساد اور گناہوں کی طرف دعوت دینے کا سبب بنا مثال کے طور پر (انجمن حجتیہ) نامی تنظیم جنہوں نے انقلاب اسلامی ایران سے پہلے انقلاب کے دوران اور انقلاب کے بعد بھی ایران میں ملکی سطح پر لوگوں کو فساد اور گناہوں کی طرف دعوت دیتے تھے اور انکا یہ شعار تھا کہ ہم معاشرے میں جتنا بھی ہو سکھے گناہوں کو اور ظلم و بربریت کو عام کر دے

(1) :- بحار انوار: ج ۵۲ ص ۱۲۳ ح ۷-

اتنا ہی امام زمانہ کی ظہور میں تعجیل کا زمینہ فراہم ہوگا اور امام جلدی ظہور کریں گے ہم یہاں پر ان گروہوں میں سے ایک دو کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ مؤمنین کے لیے اس قسم کے منحرف شدہ گروہوں کو پہچاننے اور ان سے دوری اختیار کرنے میں مدد ثابت ہو جائے۔

پہلا گروہ:- 1

لوگوں کے ایک گروہ کا یہ نظریہ ہے کہ عصر غیبت میں ہماری ذمہ داری صرف اور صرف حضرت حجت کے تعجیل فرج کے لیے دعا کرنا ہے اور کسی قسم کی اصلاحی و اجتماعی حرکت کو انتظار اور خدائی مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں انکا خیال ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو؛ ہمیں کوئی ربط نہیں امام زمانہ ہ خود تشریف فرما کر ان سب کو ٹھیک کریں گے، اسے پہلے جو بھی علم اٹھے گا باطل کا علم ہوگا اور لامحالہ دین و شریعت کے خلاف ہوگا لہذا اسے اصلاحی اور اجتماعی حرکت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں امام خمینی قدس اللہ (عصر حاضر کی عظیم ہستی) ان کے رد میں فرماتے ہیں: (کچھ لوگ انتظار فرج کو صرف مسجدوں حسینوں اور گھروں میں بیٹھ کر امام زمانہ کے ظہور کے لیے خدا کی درگاہ میں دعا کرنے میں دیکھتا ہے اور تکلیف اور ذمہ داری سمجھتے ہیں ہم سے کوئی ربط نہیں دنیا میں ملتوں پر کیا گزرے، خود امام ظہور کریں گے تو سب کچھ ٹھیک کریں گے) یہ ان لوگوں کی منطق ہے جو حقیقت میں اپنے وظیفے پر عمل کرنے سے گریز کرتا ہے، اسلام انکو قبول نہیں کرتا بلکہ ہماری ذمہ داری ہے کہ انکی آمد کے لیے زمینہ فراہم کریں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں انشاء اللہ ظہور کریں گے (1) اگر ہماری بس میں ہوتا تو پوری دنیا سے ظلم و جور کو مٹا دیتے ہماری شرعی ذمہ داری تھی لیکن یہ ہماری بس سے باہر ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت حجت دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے یہ نہیں کہ تم لوگ اپنے شرعی تکلیف سے ہاتھ اٹھائے بیٹھے اور اپنی ذمہ داری کو انجام نہ دے (2)

(1) :- مجلہ مہدی موعود: شمارہ نمبر ۱، ص ۱۶۔

(2) :- مجلہ مہدی موعود: شمارہ نمبر ۱، ص ۱۴۔

بلکہ دوران غیبت میں چونکہ احکام حکومتی اسلام جاری و ساری ہیں کسی قسم کی ہرج و مرج قابل قبول نہیں ہے، پس حکومت اسلامی کا تشکیل دینا ہماری ذمہ داری ہے جس کا عقل حکم کرتی ہے، تاکہ کل اگر ہم پر حملہ کرے یا ناموس مسلمین پر ہجوم لانے کی صورت میں دفاع کر سکے اور انہوں کو روک سکے ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں، کہ کیا پیغمبر اکرم (ص) نے جن قوانین کی تبلیغ و تبیین اور نشر و تنفیذ کے لیے ۲۳ سال طاقت فرساز حمتیں برداشت کی وہ قوانین محدود مدت کے تھیں؟ یا خدا نے ان قوانین کے اجرا کرنے کو ۲۰۰ سال تک کے لیے محدود کیا؟ کیا غیبت صغریٰ کے بعد اسلام نے سب کچھ چھوڑ دیا؟ (بے شک) اس طرح کا عقیدہ اور اس کا اظہار کرنا اسلام کے منسوخ ہو جانے پر عقیدہ رکھنے اور اسے اظہار کرنے سے زیادہ بدتر ہے، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب اسلامی مملکتوں کا ان کے حدود اور باڈروں کا دفاع کرنا واجب نہیں ہے یا مالیات، جزیہ، خمس و زکوٰۃ اور ٹیکس نہیں لینا چاہیے، یا اسلام کے کیفری احکام دیات؛ قصاص سب کی چھٹی ہے (۱)

دوسرا اور بدترین گروہ

اس گروہ کا کہنا ہے کہ نہ صرف سماج سے ظلم و ستم کو ختم کرنا اور گناہوں سے پاک کرنا ہماری ذمہ داری ہے بلکہ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کو گناہوں کی طرف دعوت دیں اور جتنا بھی ہو سکے ظلم و بربریت کے دائرے کو بڑا ہونے کی کوشش کریں تاکہ امام زمانہ کی ظہور کے لیے زمینہ فراہم ہو جائے، اس گروہ میں بعض خود غرض افراد بھی ہوتے ہیں جو سوچھے سمجھے فساد کی طرف دعوت دیتے ہیں اور بعض ایسے سادہ لوح افراد بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کے غلط افکار کی زد میں آ کر منحرف ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے رد میں رہبر کبیر امام خمینی فرماتے ہیں: یہ جو کہتے ہیں ضروریات اسلام کے خلاف ہے، یہ کہ ہم خود بھی گناہ انجام دیں اور معاشرے میں بھی گناہوں کو پھیلانے تاکہ حضرت حجت جلدی ظہور کرے،.... حضرت حجت ظہور کریں گے تو کس لیے ظہور کریں گے؟ اس لیے ظہور کریں گے کہ دنیا میں عدالت پھیلانے کے لیے، حکومت کو تقویت دینے کے لیے، فساد کو زمین سے ریشہ کن کرنے کے لیے ظہور کریں گے،

(1) :- مجلہ مہدی موعود: شمارہ نمبر ۱، ص ۱۵۔

لیکن ہم قرآنی آیات کے خلاف امر بالمعروف اور نہی از منکر بجالانے کی بجائے گناہوں کو پھیلانے کی فکر میں رہیں تاکہ حضرت جلدی ظہور کریں، کیا آنحضرت جب ظہور کریں گے تو یہی کام انجام دینگے؟ ابھی دنیا ظلم و جور سے بھرا ہوا ہے... اگر ظلم و جور کو روک سکتے ہیں تو ہماری ذمہ داری اور تکلیف ہے اسکی روک تھام کریں؛ اور ضرورت اسلام اور قرآن نے ہماری ذمہ داری ڈال دی ہے کی ہم قیام کرے اور ہر کام انجام دے⁽¹⁾ یقیناً اس قسم کا انتظار جس میں ایک قسم کی حدود و قوانین اور اسلامی مقررات کا تعطیل ہونا لازم آتا ہو اور منتظرین کو گناہوں کی طرف دعوت دے ایسے انتظار خود امام زمانہ کے ارشاد کے مطابق ظہور کی راہ میں سب سے بڑا مانع اور سد راہ ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: و لو أن أشیاعنا وفقهم الله لطاعته علی اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعهد علیهم لما تأخر عنهم الیمن بلقائنا و لتعجلت لهم السعادة بمشاهدتنا علی حق المعرفة و صدقها منهم بنا فما یحبسنا عنهم إلا ما یتصل بنا مما نکرهه و لا نؤثره منهم و الله المستعان و هو حسبنا و نعم الوکیل و صلاته علی سیدنا البشیر النذیر محمد و آلہ الطاہرین و سلم⁽²⁾ ”اگر ہمارے شیعہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے، ایک دل اور متحد ہو کر ہمارے ساتھ باندھے گے، عہد و پیمان کو وفا کرتے تو ہمارا احسان اور ہماری ملاقات کا شرف و فیض ان سے ہر گز مؤخر نہ ہوتا: اور بہت جلد کامل معرفت اور سچی پہچان کے ساتھ ہمارے دیدار کی سعادت انکو نصیب ہوگی، اور ہمیں شیعوں سے صرف اور صرف انکے ایک گروہ کے کردار نے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کردار ہمیں پسند نہیں اور ہم ان سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتے تھے، پروردگار عالم ہمارا بہترین مددگار ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے پس حصرت حجت علیہ السلام کے اس کلام سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل بیت اطہار کے چاہنے والوں سے جس چیز کے وفا کا عہد و پیمان لیا ہے، وہ انکی ولایت و اطاعت ہے اور جو چیز امام زمانہ کی زیارت سے

محروم ہونے اور انکے ظہور میں تاخیر کا سبب بنی ہے وہ انکے مانے والوں کے آنجناب کی اطاعت اور حمایت کے لیے آمادہ نہ ہونا ہے، اور یہی اطاعت اور حمایت ظہور کے شرائط میں سے ایک اہم شرط بھی ہے

(1) :- مجلہ مہدی موعود: شمارہ نمبر ۱، ص ۱۵۔

(2) :- الاحتجاج ج: 2 ص: 499

عصر ظہور

سوال نمبر 16: کیا امام زمانہ حضرت مہدی منجی عالم بشریت کے ظہور پر شیعہ سنی سب متفقہ عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: بيملاً الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت جوراً (1) اس انتہائی مشہور و معروف حدیث کے مطابق۔ جسے بے شمار راویوں نے نقل کیا ہے۔ جب دنیا سخت ترین اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہو گئی ہر طرح ظلم و تشدد کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے؛ انسانی معاشرے میں امن و امان ناپید ہو چکی ہو گئی ہر طرح فاسقوں فاجروں اور کافروں کا راج اور انکی حکومت ہو گی انسانی اقدار دم توڑ چکی ہوں گئی اور انکی جگہ اخلاقی اور اجتماعی برائیوں کا دور دورہ ہو گا کمزور او چھوٹے ممالک اور اقوام کی حمایت و حفاظت کے نام پر وجود میں آنے والے ادارے انکے خلاف انکے ہی نسل کشی و غارت گری کے لیے استعمال ہونگے خلاصہ یہ کہ جب ہر طرح کی خباثت؛ فحشا و فساد اور منکرات کا رواج ہو گا تو وہ عظیم الشان مصلح عالم روئے زمین پر حق و عدالت کی حکومت کا پرچم لہرائے گا اور چھوٹے بڑے قصبوں؛ شہروں؛ سے لے کر دور و دراز دیہاتوں تک دنیا کے ہر کونہ کونہ نور اسلام سے جلوہ فگن ہو گا؛ ذاتی اعراض اور منافع سے پاک الھی قوانین کی حکمرانی ہو گی اور انسانی اقدار پھر سے معاشرہ میں زندہ ہو گی اور کائنات کا خاتمہ جب تک مہدی موعود موجود ظہور نہ کرے اور ظلم جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر نہ دئے نہیں ہو گئی۔

چنانچہ آخری دور میں مصلح عالم حضرت مہدی موعود کے ظہور کے بارے میں اصحاب تابعین تابعین کے پیروں سے لے کر آج تک کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے اس اجماع مسلمین کا اعتراف مہدویت کے منکر ابن خلدوں نے اپنی مقدمہ تاریخ میں بھی کیا ہے

(1)۔۔ مازندرانی، محمد صالح بن احمد، شرح الکافی۔ ج 6؛ ص 235، المكتبة الاسلامیة۔ تہران، چاپ: اول، 1382 ق۔ نقل عن سنن

- ابن خلدون کہتا ہے: واعلم انّ المشهور بين الكافة من آهل الاسلام على ممرّ الاعصار انه لا بدّ في آخرى الزمان من ظهور رجلٍ من اهل البيت يؤيد الدين ويظهر العدل ويتبعه المسلمون ويستولى على الممالك الاسلامية ويستّمي بالمهدى ⁽¹⁾ جان لو! ہر دور میں یہ بات تمام مسلمانوں کے درمیان مشہور رہی ہے کہ آخری زمانہ میں حتمی طور پر اہل بیت اطہار کی نسل سے ایک شخص ظہور کرے گا جو دین کی نصرت اور عدل و انصاف کو ظاہر کرے گا تمام مسلمانوں اسکی پیروی کریں گے اور وہ تمام اسلامی ممالک کا حکمران ہوگا اور اسکا نام مہدی ہوگا۔

اسی طرح علامہ مروی قرن 3 کے مشہور اہل سنت عالم اپنی کتاب سوانک الذهب میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

الذی اتفق علیہ العلماء انّ المهدی هو القائم فی آخر الوقت وانه یملاء الارض عدلاً والاحادیث فیہ کثیرة ⁽²⁾ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت مہدی ہی آخری زمانہ میں قیام فرمائیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جبکہ انکے وجود اور انکے ظہور سے متعلق روایات بہت زیادہ ہیں۔ اسیلے اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے تیس سے زیادہ کتابیں اسی موضوع کے متعلق لکھی ہے۔ ⁽³⁾

سوال نمبر 17: حضرت امام مہدی کے ظہور کی نشانیاں اور شرائط کیا ہیں؟

جواب: حضرت امام مہدی کے ظہور کی کچھ نشانیاں اور شرائط ہیں جن کو ظہور کے اسباب اور علامات ظہور کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسباب کا مہیا ہونا ظہور میں واقعی طور پر اثر رکھتا ہے اس طرح کہ ان اسباب کے ہموار ہونے سے امام کا ظہور ہو جائے گا اور ان کے بغیر ظہور نہیں ہو سکتا۔

(2) :- سوائڪ الذهب ص 28

(3) :- رجوع كړئ نو ډامن امان؛ صافى گلپائى گافى ص 78

لیکن جہاں تک علامات اور نشانیوں کا تعلق ہے تو وہ ظہور میں کوئی اثر نہیں رکھتیں بلکہ صرف ظہور کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ ظہور کے زمانہ یا ظہور کے قریب ہونے کو پہچانا جاسکتا ہے۔ پس شرائط اور اسباب کا مہیا ہونا نشانیوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ نشانیوں کو تلاش کرنے سے پہلے امام زمانہ کے ظہور کی شرائط پر توجہ دیں اور ہر ایک اپنی اپنی قدرت کے مطابق ان شرائط کے مہیا کرنے میں سہم بنائے تاہم ہم یہاں امام زمانہ کے ظہور کے کچھ اہم اسباب اور علامات بیان کرتے ہیں۔

ظہور کی شرائط اور اسباب

اس کائنات میں پروردگار عالم کی سنتوں میں ایک سنت (إن الله سبحانه یجری الأمور علی ما یقتضیہ لا علی ما ترضیہ⁽¹⁾) ہر چیز کا جب تک اپنی اسباب اور شرائط مہیا نہیں ہوتی وجود میں نہیں آتی مثال کے طور پر اگر کسی زمین میں کوئی سائچ دال دے تو وہ دانہ اس وقت نکل آئے گا جب اس کے لیے مناسب آب و ہوا اور مٹی مل جائے اسی بنا پر معاشرے کی اصلاح کے لیے یا معاشرے میں انقلاب لانے کے لیے بھی زمینہ فراہم ہونا اور اسکے لیے اسباب مہیا ہو بھی ضروری ہے لہذا حضرت مہدی کا عالمی انقلاب اور قیام میں بھی کو معجزہ درکار نہیں ہے بلکہ جب تک اسباب اور شرائط پوری نہ ہو جائیں اس وقت تک واقع نہیں ہوگا۔ اسلئے امام محمد باقر سے کسی شخص نے کہا لوگ کہتے ہیں جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو تمام امور ان کی مرضی کے مطابق خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ امام نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے قبضہ قدرت میں میری جان ہے؛ اگر یہ طے ہوتا کہ کسی کے کام خود بخود ہو جایا کری تو پھر ایسا تو رسول اکرم (ص) کے لیے ہوا چاہئے تھا⁽²⁾ اور امام زمانہ کے عالمی مشن اور نظام کے قیام تین عنصر کی ضرورت ہیں جو کہ ہر انقلاب اور نظام کے قیام اور استحکام کے لیے ضروری ہے۔

(1)۔ غرر الحکم ودرر الکلم/222/56..... ص: 222

(2)۔ غیبت نعمانی؛ باب 2 ح 15

1- شائستہ قیادت

ہر انقلاب اور قیام میں رہبر اور قائد کی ضرورت سب سے پہلی ضرورت شمار کی جاتی ہے اور انقلاب جس قدر وسیع اور بلند مقصد کا حامل ہوتا ہے اس انقلاب کا رہبر اور قائد بھی ان اغراض و مقاصد کے لحاظ سے عظیم و بلند مرتبہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت مہدی جو انبیاء اور اولیاء کے وارث ہیں اس عظیم الشان انقلاب کے رہبر کے عنوان سے حاضر اور زندہ ہیں صرف آپ ہی ایسے رہبر ہیں جو عالم غیب سے رابط کی وجہ سے کائنات اور اسکی اشیاء کے باہمی روابط سے مکمل طور پر آگاہی رکھتے ہیں اور اپنے زمانے کے سب سے با بصیرت اور علم لدنی کے مالک ہیں۔ جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: آگاہ رہو کہ مہدی تمام علوم کے وارث ہیں تمام علوم پر احاطہ رکھتے ہیں۔⁽¹⁾

2- کامل قانون اور دستور

دوسرا عنصر انتہائی ضروری ہے وہ ہے قانون ایک ایسا قانون کہ جس میں تمام معاشرتی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہو اور وہ قانون ایک عادلانہ نظام حکومت کے تحت تمام انفرادی اور اجتماعی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہو اور معاشرے کی ترقی کی سمت کارخ اسکی منزل مقصود کی طرف موڑ دے۔ اور وہ قانون اور دستور بھی قرآن سنت اور سیرت اہلبیت کی شکل میں موجود ہے۔

3- لوگوں کے اطاعت کے لیے آمادگی

کامل قانون اور شائستہ رہبر اس وقت کار آمد ثابت ہوتے ہیں کہ جب امت اسکی اطاعت کرنے لگے اور معاشرے میں لائق انصار اور مددگار موجود ہو ایسے جان نثار مددگاروں کی بھی ضرورت ہے جنکی کی کچھ صفات روایات میں آئی ہیں جیسا کہ پیغمبر اکرم فرماتے ہیں: وہ لوگ اپنے امام کی اطاعت میں کوشاں رہتے ہیں⁽²⁾:

(1)۔۔ نجم الثاقب؛ ص 193

(2)۔۔ منتخب الاثر فصل 8؛ باب 1؛ ج 2

یا امیر المؤمنین فرماتے ہیں وہ ایسے شیر ہیں جو خود باہر نکل آئے ہیں اور اگر چاہیں تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں⁽¹⁾۔ صادق آل محمد فرماتے ہیں: وہ لوگ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں حتیٰ کہ گھوڑوں پر سواری کی حالت میں بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں:⁽²⁾

اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ شرط اب تک فائدہ ہے تو ہم سب کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم خود بھی ذہنی طور پر تیار ہو جائے اور دوسروں کو بھی آمادہ کرے۔

ظہور کی علامات اور نشانیاں

روایات میں امام مہدی کی بابرکت ظہور کے کچھ نشانیاں اور علامات بیان ہوئی ہے ان نشانیوں کی طرح متوجہ رہنا منتظرین اور مؤمنین کے ایمان، استقامت، صبر اور ولولہ میں اضافہ کے باعث بننے کے ساتھ ساتھ دشمنوں "گمراہوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہے تاکہ وہ ان برائیوں سے باز آجائیں۔ اہل بیت اطہار سے امام مہدی کے ظہور کی بہت سے نشانیاں ذکر ہوئی ہیں تاہم ان نشانیوں کو دو حتمی اور غیر حتمی میں تقسیم کر سکتے ہیں ابن فضیل نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ظہور کی نشانیاں دو طرح کی ہے ایک حتمی اور دیگر غیر حتمی⁽³⁾

1- حتمی علامات

حتمی اور قطعی نشانیاں وہ ہیں جنکا نمایاں ہونا ظہور سے پہلے ضروری ہے:

(1)۔۔ یوم الخالص؛ ص 224

(2)۔۔ بحار؛ ج 52؛ ج 308

(3)۔۔ غبتر نعمانج باب 81 ص 429

1- سفیانی کا خروج

سفیان کا خروج بہت سی روایات میں بیاں ہونے والی ان حتمی نشانیوں میں سے ہے اسکا تفصیل یہ ہے کہ سفیانی ابو سفیان کی نسل سے ہوگا جو ظہور سے تھوڑی مدت پہلے سرزمین شام سے خروج کرے گا وہ ظالم و جابر ہوگا جس کو قتل و غارت کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی اور اپنے دشمنوں سے بہت ہی بُرا سلوک کرے گا: حضرت امام صادق اس بارے میں بیاں فرماتے ہیں: اگر تم سفیانی کو دیکھو گے تو تم نے گویا سب سے پلید اور بُرے انسان کو دیکھ لیا ہے: قَالَ: لِقَائِهِمْ خَمْسُ عِلَامَاتٍ ظُهُورُ السُّفْيَانِيِّ وَالْيَمَانِيِّ وَالصَّيْحَةُ مِنَ السَّمَاءِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ وَالْحَسْفُ بِالْبَيْدَاءِ. (1)

2- خسف بیداء

خسف بیداء مکہ و مدینہ کے درمیان ایک صحرائی علاقہ کا نام ہے جہاں سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ امام صادق فرماتے ہیں۔ حضرت قائم کے ظہور سے پہلے پانچ نشانیاں حتمی ہیں۔۔۔۔۔ صحراء کا پھٹ جانا ہے

3 یمنی کا قیام

سرزمین یمنی اس صالح اور مومن شخص کا نام ہے جو ظلم و بربریت کے خلاف یمن کے سرزمین پر امام مہدی کے ظہور سے پہلے قیام کریں گے امام محمد باقر فرماتے ہیں: امام مہدی کے قیام سے پہلے بلند ہونے والے پرچموں کے درمیان یمنی کا پرچم تمام ہدایت کرنے والے پرچموں میں سب سے بہتر ہوگا؛ کیونکہ وہ تمہارے آقا کی طرف دعوت دے گا۔ (2)

(1) :- الغيبة (للنعمانی) / النص / 252 / باب 14
(2) :- غیبت نعمانہ ن: باب 14 / ح 13 / ص 264

4- نفس زکیہ کا قتل

نفس زکیہ سے مراد اس ممتاز اور پاک سرشت شخصیت ہیں جو امام کے ظہور سے پہلے آپ کے مخالفین کے ہاتھوں قتل ہو جائے گی بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ امام کے ظہور سے 15 دن پہلے واقع ہوگا حضرت صادق اس بارے میں فرماتے ہیں: قائم آل محمد کے ظہور اور نفس زکیہ کے قتل میں صرف 15 دن رات کا فاصلہ ہوگا (1)۔

5- صیہ آسمانی

بعض روایات کے مطابق امام عصر کے ظہور سے پہلے جناب جبرئیل آسمان سے نام مقدس حضرت مہدی لے کے آواز دیں گے کہ جس کو تمام آہل مشرق و مغرب سن لیں گے۔ چنانچہ امام صادق سورہ ق؛ کی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: آسمان سے آواز دینے والا حضرت مہدی کو آپ کے نام اور آپ کی ولدیت کے ساتھ پکارے گا (2)۔

2- غیر حتمی علامات

غیر حتمی علامتوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو کسی نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہیں جب تک وہ شرط تحقق نہ پائے وہ مشروط بھی حتمی نشانیوں میں شمار نہیں ہوتی۔ ان غیر حتمی نشانیوں کے متعلق امام صادق سے ایک انتہائی طولانی روایت ہے جس میں 1 سے اوپر علامات بیان ہوئی ہیں رجوع کریں (3)۔

(1)۔۔ کمال الدین؛ ج 2/ باب 57/ ج 2/ ص 554

(2)۔۔ معجم احادیث الامام مہدی؛ ج 3/ ص 253

(3)۔۔ بحار؛ ج 52/ ص 256

امام مہدی کی حکومت

سوال نمبر 18: امام مہدی کی حکومت کیسی؟ کہاں اور کن کن خصوصیت کے حامل ہوگی؟

جواب: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (1) تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور

نیک اعمال بجلائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمین میں اس طرح جانشین ضرور بنائے گا

جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے ان کے لیے پسندیدہ بنایا ہے اسے پابندار ضرور

بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا، وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو

شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر اختیار کریں گے پس وہی فاسق ہیں۔ امام مہدی کے اس عالمی

انقلاب کے نتیجے میں پروردگار عالم کا حتمی وعدہ روئے زمین پر پہلی بار اتحقق ہوگا؛ اور صفحہ ہستی سے ظلم و ستم

؛ برائیوں؛ تباہیوں؛ خیانتوں؛ اور ہر قسم کی فکری اور عملی انحرافات سے مکمل مقابلہ کے بعد (البیعة للہ) کی بنیاد پر

ایک ایسی الہی نظام اور حکومت تشکیل پائے گی جسکی بنیاد توحید اور مکمل طور پر حق و عدالت پر مبنی ہوگئی؛ ایک ایسی

حکومت جو مظہر تام (قائماً بالقسط) (2) ہوگئی جس میں ذرہ برابر ظلم و ستم نہیں ہوگا اسکا دار الحکومت

نجف اور کوفہ اور برگ و شاخ پوری دنیا پر چھا جائے گی اور نفسانی و سوسوں اور شہوتوں کی وجہ سے مردہ انسانیں

کو دوبارہ ایک نئی زندہ گی کلے گی تاکہ وہ مسجود ملائکہ کو حقیقی زندگی اور واقعی حیات کی شیرینی چکھائے اور اس الہی

حکومت کی خصوصیت کچھ یوں ہوگئی

(1) :- نور: 55

(2) :- العمران 18

1: معنوی ترقی

بے شک دنیا میں جتنے بھی انبیاء؛ اوصیاء اور مصلح آئیں ہیں ان سب کی تمام تر کوششیں لوگوں کی معنوی زندگی کو رشد دے کر انھیں مقام انسانیت تک لے جانے کے لیے تھا اور انسان کو اسی معنوی زندگی کی وجہ سے ہی انسان کہا ہے اور اسی سے ہی دیگر حیوانات سے جدا ہوتا اور اسی راہ سے ہی انسان کو راز خلقت (جو کہ قرب الہی) ہاتھ آتا ہے جبکہ معنویت کی کمزوری ہر دور میں تمام تر معاشرتی اور فردی بد بختیوں اور خرابیوں کا پیش خیمہ بنی ہے لہذا جس طرح قرآن مجید نے ہمیں خبر دیا ہے: **الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ** *⁽¹⁾ یہ

وہ لوگ ہیں، اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت مہدی عجل للہ فرجہ الشریف کی حکومت عدل الہی کے سایے میں ہر جگہ برائیوں اور تباہیوں کی جگہ معنویت اور عبودیت لے آئے گی اور جب معاشرے میں معنویت عام ہو جائے تو خود بخود اس معاشرے میں صدق؛ صفا؛ ایثار؛ محبت؛ اچھائی؛ اور نیکی پھیل جائیں گے اور زندگی کے تمام پہلو میں انسانی اقدار کی رونق اور شادابی ہو گی۔ چنانچہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت مہدی کے زمانے میں عبادت اور معنویت کی طرف مائل ہوں گے اور نماز جماعت سے پڑھیں گے⁽²⁾؛ نیز فرماتے ہیں انکے دور میں لوگوں کے دلوں سے کینے ختم ہو جائیں گے⁽³⁾

(1)۔۔: ج: 41

(2)۔۔: احقاق الحق؛ ج: 13؛ ص: 312

(3)۔۔: الغیۃ طوسی؛ ص: 295

2: کتاب و سنت کی احیای

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ* (1)۔

اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اسی نے بھیجا ہے تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا ہی لگے۔ خداوند عالمیں کا یہ حتمی وعدہ امام مہدی کے دور میں انکے الھی نظام کے زیر سائے میں محقق ہوگا اور سراسر عالم سے بد پرستی اور شرک کے آثار مٹا کر شریعت کے قوانین کو نافذ کیا جائے گا۔ چنانچہ تفسیر عیاشی میں مذکورہ آیت کی ذیل میں آیا ہے: و اللہ ما نزل تأویلها بعد و لا ینزل تأویلها حتی ینزل القائم علیہ السلام، فاذا خرج القائم لم یبق کافر باللہ العظیم و لا مشرک بالإمام الأکرة خروجہ، حتی لو کان کافر أو مشرک فی بطن صخرة لقات: (2) جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو دیکھنے والے دیکھ لیں گے کہ روئے زمین پر کوئی مشرک نظر نہیں آئے گا دین اسلام ہر جگہ پہنچ چکا ہوگا۔ آیۃ اللہ جوادی آملی فرماتے ہیں: حضرت حجت کے دور میں نہ صرف کفر و شر کو تپیر ستی کے آثار مت جائے گی بلکہ ہر قسم کے اضافی تشریفات، رسومات، عادات اور تجمل پرستی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا (3)۔

3: عدالت میں وسعت

جس چیز سے غریب اور کمزور عوام سب سے زیادہ رنجیدہ ہے وہ معاشرے میں اجتماعی زندگی میں عدل و انصاف کا فقدان ہے؛ ہمیشہ سے شکم سیر لوگوں کے ساتھ ایک بہت بڑا گروہ بھوکا رہا ہے اور ہمیشہ سے غریبوں اور کمزوروں کے حقوق طاقتوروں اور مکاروں نے پامال کئے ہیں۔

(2) - تفسیر نور الثقلین، ج 2، ص: 212

(3) - امام مهدی موجود موعود ص 257 طبع 3

لیکن بشر فطری طور پر زندگی کے ہر پہلو میں عدل و انصاف کے خواہاں ہے اور یہ درینہ آرزو امام مہدی کے حق و عدالت پر مبنی حکومت کے زیر سایے میں محقق ہوگی چنانچہ امام حسین فرماتے ہیں: اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی رہ جائے تو خداوند عالم اس دن کو اتنا طولانی کر دے گا کہ میری نسل سے ایک شخص قیام کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح ظلم جور سے بھری ہو گئی (1)

4: علم معرفت میں ترقی

امام مہدی کی حکومت علماء اور دانشوروں کی سرپرستی اور بذات خود آپکی زیر نگرانی میں تشکیل پائے گئی لہذا آپکی حکومت کا ہر پروگرام علم و معرفت اور انسانی دانش کی عظیم پیش رفت اور ترقی کا سبب بنے گا؛ روایات بتاتی ہیں کہ علم و دانش کا ادراک اور شعور امام زمانہ کے دور میں آج کی ترقی سے قابل مقاسہ نہیں ہوگا یہاں تک صنعت اور تکنالوجی کے اعتبار سے بھی حیرت انگیز ترقی ہوگی لیکن آج کی ترقی اور امام زمانہ کے دور کے علمی ترقی میں فرق یہ ہوگا کہ آج انسان جتنے ترقی کرتا جا رہا ہے اتنا ہی انسانیت سے دور دن بدن اخلاقی اور اجتماعی فسادات کے دلدل میں ڈھوپ رہا ہے جبکہ اس کے برعکس آپ کے دور میں اس نظام عدل الہی کے نفاذ کے نتیجے میں جتنی علم و دانش اور سائنس؛ تکنالوجی ترقی کرتا جائے گا اتنا ہی انسان اخلاق کی بلندی اور انسانی کمالات کے اعلیٰ منزل فائز ہوتا جائے گا۔ حضرت صادق آل محمد اس دور کی علمی ترقی کو مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: علم و دانش کے 27 حروف ہیں اب تک جو کچھ انبیاء نے پیش کیا ہے وہ دو حرف ہے اور بس جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو باقی 25 حروف کو بھ پیش کریں گے۔ اسی طرح امام محمد باقر اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امام مہدی کے دور میں تمہیں حکمت دیا جائے گا یہاں تک عورتیں گھروں میں کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کیا کریں گے (2)

(1) :- عبد الرزاق المصنف؛ ج 1؛ ص 402 اور الفتن لابن حماد؛ ص 162

(2) :- نعمانی ص 239

نیز آپ فرماتے ہیں: اذا قام قائمنا وضع يده على رؤوس اور جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو لوگوں کے سروں پر اپنا ہاتھ رکھیں گے جسے انکے عقل جمع ہو جائے گی اور انکا اخلاق کامل ہو جائے گا⁽¹⁾ یہ روایت کنایہ ہے اس دور میں عقل اور فکر انسانی کی بے تحاشا ترقی کی طرف کہ جو کسی خاص طبقہ کے لیے مختص نہیں بلکہ معاشرے کے ہر طبقہ کے لیے ہو گئی۔

5: بدعتوں کا مقابلہ

آج کے مادہ پرست دور میں دین دار اور دینی اصولوں کے پابند لوگ بہت کم نظر آتے ہیں اور اکثر لوگ یا تو دین سے ناواقف ہیں یا تو من مانی منگھڑٹ بدعتوں کو دین کا جز قرار دے کر انکے پیچھے پھرتے ہیں؛ جو کہ حقیقت میں خدا اور رسول (ص) کے ساتھ جنگ اور اپنے نفس کی خواہشات کے پیروی کرنا ہے⁽²⁾۔ لیکن امام مہدی کی دور حکومت میں آپ سنتوں کو دوبارہ زندہ اور بدعتوں کی بساط لپیٹ لیں گے؛ امام محمد باقر اس بارے میں فرماتے: وَ لَا يَتْرُكُ بَدْعَةً إِلَّا أَرَاهَا وَ لَا سُنَّةً إِلَّا أَقَامَهَا⁽³⁾ کوئی بھی بدعت ایسی نہیں ہو گئی جسکو جڑ سے اکھاڑ نہ پھینکیں اور کوئی بھی سنن ایسی نہیں ہو گئی جسکو زندہ نہ کریں۔

6: امنیت

آج انسانی معاشرے کے پیکر پر جو سب سے بڑا زخم ہے جسکی وجہ سے بشر ہر جگہ بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے وہ زندگی کے مختلف پہلو میں امنیت کا فقدان ہے؛ آج دنیا میں ہر کمزور اور ضعیف خواہ وہ افراد کی شکل میں ہو یا اقوام کی شکل میں ہو یا خطے کی شکل میں مالی اور جانی اور عرض و عزت نفس کی اعتبار سے

(1)۔۔ بحار؛ ج 52؛ ص 332

(2)۔۔ میزان الحکمہ؛ ج 649

(3)۔۔ بحار الانوار (ط - بیروت) / ج 92/55. ص: 61

ہر اعتبار سے شیطانی اور استکباری عالمی طاقتوں کے پاؤں کے نیچے دست و پنجہ نرم کر رہا ہے؛ لیکن امام حجت ع کی حکومت کے سائے میں نہ صرف انسانی معاشرے میں امنیت قائم ہوگی لوگوں کی جان و مال و عزت آبرو محفوظ ہو جائے گی بلکہ امنیت اور سالمیت کا دائرہ ہر جاندار اور ذی روح تک پھیل جائے گا؛ پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا تاکہ لوگ اپنی فطرت کی جانب بازگشت کریں نہ کوئی ناحق خون بہے گا اور نہ کسی سوئے کو جگایا جائے گا⁽¹⁾۔ نیز آنحضرت (ص) فرماتے ہیں ایک عورت ظلم و ستم ناانصافی سے بے خوف و خطر ہو کر شب کو سفر کرے گی⁽²⁾۔

7: اقتصادی ترقی اور دولت کا عادلانہ تقسیم

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ ءَامَنُوا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ⁽³⁾ اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی گرفت میں لے لیا۔ بے شک ایک کامل نظام اور معاشرے کی پہچان صحیح اقتصاد کے اپر ڈپنڈ ہے؛ اگر معاشرے میں مال و دولت اور مادی وسائل سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے اور تقسیم دولت میں عدالت کا لحاظ رکھا جائے تو پھر اس معاشرے سے فقر و فاقہ؛ محرومیت اور تنگ دستی کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا اور لوگ فطری طور پر دین اور معنویت کی طرف توجہ دیں گئے اور تقوای اختیار کرنے لگیں گے اور جب معاشرے با تقوای ہو جائے تو پروردگار عالم کا حتمی وعدہ محقق ہوگا اور زمین آسمان میں برکت اور رحمت کے دروازے کھول دیا جائے گا جیسا کہ امیر المؤمنین علی اس نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولو قام قائمنا لانزل السماء قطرها ولا خرجت الرض نباثها⁽⁴⁾

(1) :- لامنة والتبصرة ص 121 اور خصال؛ باب 400؛ ص 255

(2) :- المعجم الكبير؛ ج 6؛ ص 179

(3) :- اعراف : 96

(4) :- خصال للصدوق ص 626

جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو حتماً آسمان سے بارشیں ہو گئی اور زمین دانہ اگائے گئی اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے: و تظہر لہ الکنوز تمام خزانے انکے لیے ظاہر ہو جائیں گے (1) نیز پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: وہ مال و دولت کو صحیح تقسیم کریں گے (2) اور معاشرے میں مال کا مساوات کے ساتھ تقسیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی فقیر اور محتاج نہیں رہے گا اور زکوٰۃ لینے والا تک نہیں ملے گا؛ چنانچہ آنحضرت (ص) اس بارے میں فرماتے ہیں: انکی حکومت میں مال کا ڈھیر لگ جائے گا (3) مذید یہ کہ خداوند عالم لوگوں کے دلوں کو غنی و بے نیازی سے بھر دے گا اس حد تک کہ حضرت اعلان کریں گے جیسے مال و دولت چاہیے وہ میرے پاس آئے 1 لیکن کوئی آگے نہیں بڑھے گا (4)

8: محرومیں اور مستضعفین کی نجات

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مہدی کا قیام معاشرے میں عدالت کی برقراری اور سماج سے محرمیت کی بیخ کنی کے لیے ہی ہوگا۔ اسی لیے امیر المؤمنین فرماتے ہیں: حضرت مہدی ظہور کریں گے تو کوئی مسلمان غلام نہیں ہوگا مگر یہ کہ حضرت اسے خرید کر آزاد کر دیں نیز کوئی قرضدار نہیں ہوگا مگر یہ کہ حضرت انکے قرض ادا کر دیں گے (5) اسی طرح امام محمد باقر فرماتے ہیں: آپ سال میں دو مرتبہ لوگوں کو بخشش عنایت کریں گے اور مہینہ میں دو دفعہ ان کی روزی انہیں عطا فرمائے گا لوگوں کے درمیاں مساوات قائم کریں گے یہاں تک زکوٰۃ لینے والا کوئی نیاز مند نہیں ملے گا (6) خلاصہ یہ کہ حضرت حجہ کی حکومت میں انسان اندرونی اور بیرونی لحاظ سے بے نیاز ہو جائے گا اور دولت کی عادلانہ تقسیم سے خود بخود انکے اندر قناعت آجائے گی۔ امید ہے کہ پروردگار عالم جلد از جلد وہ دن دیکھنے کی توفیق عطا فرمائیں!

(1) :- کمال الدین؛ ج 1 باب 32 ح 16 (2) :- بحار؛ ج 51 ص 81

(3) :- مستدرک؛ ج 4 ص 558 (4) :- المصنف؛ عبد الرزاق؛ ج 1 ص 402

(5) :- تفسیر عیاشی؛ ج 1 ص 64 (6) :- بحار؛ ج 52 ح 212

سوال 19: کیا امام مہدی کے قیام کرنے کے بعد مردہ لوگوں کے ایک گروہ رجعت کریں گے؟

جواب: امام مہدی کے عالمی قیام کے بعد قیامت کے آنے سے پہلے لوگوں کے ایک گروہ کا اسی دنیا میں پلٹ کر آنا ضروریات مذہب میں سے شمار ہوتا ہے اسید مرتضیٰ علم الہدی فرماتے ہیں: **أَنَّ الذی تذهب الشیع الإمامیہ أن اللہ تعال یعید عند ظهور مام الزمان المہدی ع قوما ممن ان قد تقدم موتہ من شیعتہ لیفوزوا بثواب نصرته و معونته و مشاہدہ دولته و یعید ایضا قوما من عدائہ لینتقم منهم فیلتذوا بما یشاہدون من ظهور الحق و علو لم ہلہ** (1) شیعہ امامیہ کے اعتقادات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی کے ظہور کے وقت شیعوں کے ایک گروہ کو جو پہلے مر چکے ہوں گئے انکو دوبارہ پلٹایا جائے گا تاکہ امام زمانہ کی مدد اور نصرت کا ثواب انکے نصیب میں ہونے کے ساتھ ساتھ انکی حکومت کا مشاہدہ کر کے خوش حال ہوں نیز انکے دشمنوں سے بھی ایک گروہ کو دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں بھیج دے گا تاکہ انسے انتقام لے سکے: رجعت عالم مادی میں کلی طور پر قیامت کے دن حیات نو سے مشابہت رکھتا ہے ایسے جناب آلو سی آہل سنت کے مشہور مفسر کہتے ہیں: **وکون الاحیاء بعد الاماتہ والارجاع الی الدنیا من الامور المقدورہ له عزوجل ممّا لا نستطیع فیہ کبشان لا انّ الکلام فی وقوعه ... مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور دنیا کی طرف پلٹانا ایسے امور میں سے ہیں جو خدا کی قدرت کے مطابق ہے کہ کوئی بھی شخص اس میں شک و شبہ نہیں رکھتا صرف اسکے واقع ہونے میں بحث ہے۔ لہذا ایک طرف عقلی نکتہ نظر سے دیکھا**

جائے تو جس طرح جناب آلو سی فرماتے ہیں رجعت ایک ممکن امر ہے اگر خداوند عالم ارادہ کے لیے تو اسمیں تعجب
کی کوئی گنجائش نہیں

(1) :- بحار الانوار ط - بیروت / ج 53 / 138 / ص: 138

دوسری طرف قرآن کریم نے متعدد آیات میں مختلف مقامات متعدد افراد کے مرنے کے بعد دوبارہ پلٹ کر آنے کا تذکرہ کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کی 243 آیت جس پر وہ دگار عالم اپنے رسول کو یوں یاد دہانی کراتا ہے۔*

الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم و هم الوف حذر الموت فقال لهم الله

موتوا ثم احياهم⁽¹⁾ کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد

میں اپنے گھروں سے نکلے تھے؟ اللہ نے ان سے فرمایا: مر جا، پھر انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔

جناب سیوطی فرماتے ہیں: انکی تعداد ستر ہزار سے بھی زیادہ تھے ان پر موت آنے کے بعد مدت تک ایسی حالت میں پڑھے رہے یہاں تک بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی جنکا نام حزقیل تھا انکا وہاں سے گزر ہوا تو انھوں نے اس حالت کو دیکھ کر عرض کیا بارے الہی اگر ممکن ہے تو انکو دوبارہ زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا مستجاب کی اور انھیں دوبارہ زندہ کیا اور ایک مدت کے بعد طبعی اموات سے اس دنیا سے رخصت ہوئے⁽²⁾ اسی طرح پروردگار عالم حضرت عیسیٰ کے زبانی یوں حکایت کرتا ہے: و احي الموت باذن اللہ⁽³⁾۔ اور میں اللہ کے حکم سے اور مردے کو زندہ کرتا ہوں: تفاسیر کی مشہور کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے دوست عاز کو زندہ کیا نیز ضعیف العمر عورت کے فرزند کی زندگی کو پلٹایا اور ایک لڑکی کو بھی زندہ کیا یہ تینوں زندہ ہونے کے بعد بہ قید حیا تھے اور اپنے بعد اپنی یادگار اولاد کی شکل میں چھوڑ گئے⁽⁴⁾ اسی طرح ابن عباس کی مشہور روایت آنحضرت (ص) سے جس میں رسول صلعم نے اصحاب کھف کے پلٹ کر آنے کے بارے میں خبر دی ہے⁽⁵⁾

(1) :- بقرہ:

(2) :- درر المنثور ج 2 ص 1792 / کشاف ج 1 ص 286

(3) :- آل عمران:

(4) :- ترسم الجلال ج 1 ص 73

(5) :- الطرائف ج 1 ص 83 (العمدہ ص 373)

اجمالی فہرست

مقدمہ

مہدویت اور امام مہدی

سوال نمبر 1: مہدویت کیا ہے اور کہاں سے شروع ہوئی ہے؟

سوال نمبر 2: عقیدہ مہدویت اور امام مہدی کے درمیان کیا رابطہ ہے؟

سوال نمبر 3: کیا اہل سنت علماء امام مہدی کے متعلق احادیث کے صحیح اور متواتر ہونے کا قائل ہیں؟

سوال نمبر 4: کیا مہدویت پر اسلام کے علاوہ دوسرے دینی اور مادی ادیان اور مکاتب فکر بھی عقیدہ رکھتے ہیں

کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر 5: کیا اہل سنت علماء میں سے کوئی امام مہدی کے امام حسن العسکریؑ کے بیٹا ہونے اور انکی ولادت

کے قائل ہیں؟

سوال نمبر 6: کیا قرآن کریم میں مہدویت اور امام مہدی کے متعلق کوئی صریح گفتگو ہوئی؟

سوال نمبر 7: امام مہدیؑ کا پیغمبر اکرم (ص) کے وصی اور خلیفہ ہونے پر کیا دلیل ہے؟

عصر غیبت

سوال نمبر 8: غیبت امام عصر کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے شروع ہوئی؟

سوال نمبر 9: فلسفہ غیبت کیا ہے؟

سوال نمبر 10: اگر حضرت مہدی امام عصر اور حجت خدا ہیں تو امام اور ہادی کو چاہیے لوگوں کے درمیاں رہیں تاکہ لوگ انکی امامت کی سایے میں ہدایت حاصل کر سکے لیکن جو امام مخفیانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو ایسے امام اور ہادی کے ہونے سے نہ ہونا بہتر نہیں ہے؟

سوال نمبر 11: بعض روایات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو عصر غیبت میں خورشید پنہان سے تشبیہ دی ہے اس تشبیہ کے کیا راز ہو سکتے ہیں؟

سوال نمبر 12: یہ کسے ممکن ہے کہ ایک انسان ہزار سال سے زیادہ زندہ رہے؟

سوال نمبر 13: غیبت کبریٰ کی دور میں جب حجت خدا غیب کی پردے میں ہیں تو ہماری کیا کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

سوال نمبر 14: کیا عصر غیبت میں حضرت مہدی سے ملاقات ممکن ہے اگر ممکن ہے تو کیسے؟

سوال نمبر 15: انتظار کیا ہے؟ اور اسکا صحیح معنی بیان کیجئے؟

عصر ظہور

سوال نمبر 16: کیا امام زمانہ حضرت مہدی منجی عالم بشریت کے ظہور پر شیعہ سنی سب متفقہ عقیدہ رکھتے ہیں

؟

سوال نمبر 17: حضرت امام مہدی کے ظہور کی نشانیاں اور شرائط کیا ہیں؟

امام مہدی کی حکومت

سوال نمبر 18: امام مہدی کی حکومت کیسی؟ کہاں اور کن کن خصوصیت کے حامل ہوگی؟

رجعت

سوال 19: کیا امام مہدی کے قیام کرنے کے بعد مردہ لوگوں کے ایک گروہ رجعت کریں گے؟

